SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, August 22, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at two minutes after six of the clock in the evening, with Madam Acting Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین وکان اللہ بکل شی علیما - یا یھاالذین امنوا اذکرواللہ ذکرا کثیرا - و سبحوہ بکرۃ و اصیلا - ھوالذی یصلی علیکم و ملنکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمومنین رحیما - تحیتھم یوم یلقونہ سلم و اعدلھم اجرا کریما - یایھاالنبی انا ارسلنک شاھدا و مبشراونذیرا - و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا - و بشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, August 22, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at two minutes after six of the clock in the evening, with Madam Acting Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین وکان اللہ بکل شی علیما - یا یھاالذین امنوا اذکرواللہ ذکرا کثیرا - و سبحوہ بکرۃ و اصیلا - ھوالذی یصلی علیکم و ملنکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمومنین رحیما - تحیتھم یوم یلقونہ سلم و اعدلھم اجرا کریما - یایھاالنبی انا ارسلنک شاھدا و مبشراونذیرا - و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا - و بشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں

پہچانے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

میڈم قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلے leave applications لے لیتے ہیں۔

جناب عالم علی لالیکا صاحب ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ 17 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب خورشید کے اسے مارکر وزیر برائے بجلی و پانی سرکاری دورے پر کراچی گئے ہوئے ہیں اس لئے آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب احمد فاروق صاحب اسلام آباد سے باہر کسی ضروری کام پر گئے ہوئے ہیں اس لئے آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب سید بابر علی وزیر برائے خزانہ سرکاری کام سے کہیں اسلام آباد سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے آج وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ شکریہ!

جناب حافظ حسین احمد صاحب .on a point of order۔

حافظ حسین احمد: شکریہ محترمہ۔ گزارش یہ ہے کہ آج سینٹ کا اجلاس ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ سینٹ کے کیا فرائض ہیں اور سینٹ کی کیا اہمیت ہے۔ ماضی میں بھی دونوں حکومتیں جو گزری ہیں انہوں نے سینٹ کے ساتھ جو سوتیلا برتاؤ کیا تھا وہ کسی سے مخفی نہیں ہے لیکن آج بھی

ہمارے ساتھ یہی کچھ ہو رہا ہے اگرچہ آج قومی اسمبلی موجود نہیں ہے لیکن ایوان بالا اور سینٹ موجود ہے ۔ موجودہ نگران حکومت نے جس کی ذمہ داری صرف انتخابات کرانا ہے اپنے فرائض سنبھالتے ہی سب سے پہلے روپے کی قیمت کم کی اور اس سلسلے میں اس ایوان بالا کو اعتماد میں لینے کی زحمت گوارہ نہیں کی ہمیں کہا گیا کہ جناب یہ چونکہ جلدی میں تھا اور فیصلہ ہو چکا تھا اور اسی فلور پر انہوں نے ہم سے یہ وعدہ کیا کہ آئندہ کے لئے اس ایوان کو اعتماد میں لیا جائے گا۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: حافظ صاحب آپ اس مسئلے کو پوائنٹ آف آرڈر کی بجائے صحیح طریقے سے لائیں۔

حافظ حسین احمد: جناب والا! ! میں گزارش کرتا ہوں کہ اب انہوں نے تیل کی قیمتیں بڑھائی ہیں، گیس کی قیمتیں بڑھائی ہیں اور اگست میں نگران بجٹ پیش کیا ہے اگر اس ایوان کی موجودگی میں ہم عوام کے پاس جائیں گے تو عوام ہمیں کیا کہیں گے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ ایوان موجود ہو تو وہ تجاویز کم از کم اس ایوان میں لائی جائیں ہمیں تو اس کا اختیار نہیں ہے جناب ، ایک ایوان ہے اسے ان چیزوں کا اختیار نہیں ہے آپ نے ایک ٹیلیفون کے لئے قرار داد منظور کی اس پر کسی نے عمل نہیں کیا ، سوال یہ ہے کہ آخر ہم کس مرض کی دوا ہیں، پھر آپ ہمیں رخصت دیں ہم چلے جاتے ہیں لیکن ہم یہاں بیٹھ کر اگر حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور یہاں پر ایک ایوان بالا موجود ہے اور یہ لوگ اس کے سامنے جوابدہ ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ 43 دن باقی ہیں اور 43 دن کے لئے انہوں نے پیٹرول کی قیمتوں میں اور تمام چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے اختیارات سے متجاوز ہیں اور اس پر ہمیں بحث کرنی چاہئے اگر آپ ہمیں اس پر بھی اجازت نہیں دیں گے تو یقیناً پھر ہمارا بیٹھنا سودمند نہیں ہو گا۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: حافظ صاحب یقینا جو بھی قومی مسئلہ ہو گا اس پر آپ کو بحث کرنے کی اجازت دوں گی لیکن بہتر یہ ہو گا کہ اس مسئلے کو صحیح طریقے سے لائیں۔

حافظ حسین احمد: جناب والا!! میں نے باضابطہ طور پر تحریک پیش کی ہے اور وہ میرے خیال میں آپ کے پاس موجود ہے اور اس سے اہم تو اور کوئی مسئلہ نہیں ہے یعنی مہنگائی جس انداز سے بڑھ رہی ہے اور روزانہ ایک نیا دھماکہ ہو رہا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میڈم چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر' اس سلسلے میں میں نے قواعد کے تحت ایک تحریک پیش کی تھی اور غالبا اور بھی دوسرے سینیٹرز نے تجاویز پیش کی ہیں اور میں آپ کی توجہ 21 اگست کی اپنی موشن کی طرف دلاؤں گا جو رول 194 کے تحت اور رول 236 کے تحت دی گئی ہے اور جس میں اس بات کی درخواست کی گئی ہے کہ بغیر باری کے اس پورے پیکج جس میں روپے کی قیمت کی کمی بھی ہے ' جس میں قیمتوں کا اضافہ بھی ہے' جس میں دوسری چیزیں بھی ہیں فوری طور پر سینٹ میں زیر بحث لایا جائے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب' اس کو ہم تحریک استحقاق کے بعد لے لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے یہ تو آپ کی صوابدید پر ہے کہ پہلے آپ تحریک استحقاق لے لیں اس کے بعد اس کو لے لیں۔

حافظ حسین احمد: یہ انتہائی اہم ہے اگر آپ اسے تحریک استحقاق کے بعد لے لیں تو آپ کی بڑی نوازش ہو گی۔

سید عبداللہ شاہ: جناب والا!! پوائنٹ آف آرڈر ' یہ جو حافظ صاحب نے مسئلہ اٹھایا ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور میں نے بھی ایک تحریک التوا پیش کی ہوئی ہے on the imposition of agricultural tax and wealth tax on agricultural lands تو یہ سارے معاملات اکٹھے ہیں اور ان کو ملا کر سارے ایشوز پر بات کرنے کا اگر آپ ہمیں موقع دیں گی تو بہتر رہے گا۔

میری دوسری عرض یہ ہے کہ میری ایک تحریک استحقاق تھی on the assurance given by the then Minister of Finance Mr. Sartaj Aziz about the services of people in agricultural marketing and storage corporation وہ گزشتہ جمعرات کو رکھا ہوا تھا میں نہیں آ سکا تھا میں نے آپ کو تار بھیجا تھا I don't know if you have got it.

میڈم قائم مقام چیئرمین: آپ کا تار نہیں ملا تھا۔

سید عبداللہ شاہ: میں نے تار بھیجا تھا کہ چونکہ میں مجبورا نہیں آ سکتا ہوں تو میری تحریک استحقاق رکھی جائے پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہوا' کیا وہ موجود ہے؟

میڈم قائم مقام چیئرمین:- وہ موجود نہیں ہے وہ تار نہیں ملا بہر حال ' میں آپ کو بعد میں کنفرم کر دوں گی کہ کیا ہوا آپ کو بتا دوں گی کہ اس کا کیا ہوا' بشیر مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ - میڈم چیئرمین صاحبہ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بنیادی مسئلہ ایوان میں اٹھایا گیا ہے جو انہوں نے economic package introduce کیا ہے اور جو سب کچھ کیا ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک استحقاق کے فوراً بعد اس پر ایک لمبی بحث ہونی چاہئے جس کے نتیجے میں یہ سینٹ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے قوم کے آگے حکومت کو ایک قرار داد دے دے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: وہ میں نے کہہ دیا ہے---

جناب بشیر احمد مٹہ : میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ایک لمبی بحث ہونی چاہئے '

So that we can pass a resolution and we should advise the government to take certain steps in the interest of the people of this country.

میڈم قائم مقام چیئرمین: آپ اس پر to the point بولیں ضروری تو نہیں کہ لمبا بولیں آپ important issues پر جو بھی points ہیں وہ بولیں تحریک استحقاق نمبر 4 ' سید اشتیاق اظہر صاحب۔

(Pause)

میڈم قائم مقام چیئرمین: تشریف نہیں رکھتے - dropped - اگلا نمبر 12 سید فصیح اقبال صاحب۔

Privilege Motion Re: supplying wrong information to the House.

سید فصیح اقبال: میڈم چیئرمین صاحبہ! مورخہ 6 مئی 1993 کو میرے سوال نمبر 47 کا جواب صحیح نہیں دیا گیا۔ جواب میں بتایا گیا کہ آئی الیون فور'(I-11/4) فروٹ سبزی مارکیٹ اسلام آباد میں اب تک صرف 3 پلاٹ منسوخ کئے گئے ہیں جو کہ دانستہ حقائق کے چھپانے کے مترادف ہے۔

مذکورہ پلاٹوں کے علاوہ پلاٹ نمبر 234 میسرز قریشی فروٹ کمپنی کے نام پر مورخہ 9 اکتوبر 1984 کو الاٹ کیا گیا۔ اس پلاٹ کے لئے ڈیمانڈ کے مطابق پہلی قسط کے طور پر مبلغ 10933/- روپے بتاریخ 14 اکتوبر 1984 کو بذریعہ بنک ڈرافٹ شریک الاٹی اقبال احمد قریشی ولد فصیح الدین نے جمع کروا کر آفر منظور کرنی۔ یہ رقم ابھی تک سی ڈی اے کے اکاؤنٹ میں جمع ہے۔

بعد میں پلاٹ کی پیشکش مورخہ 24 نومبر 1984 کے تحت واپس لے لی گئی ۔ جبکہ اقبال احمد قریشی، فصیح اقبال اور زاھد احمد قریشی اس پلاٹ کی آفر کو منظور کر چکے تھے۔ یہ پلاٹ بلا جواز منسوخ کیا گیا اور نہ تو الاٹیوں کو باضابطہ تحریری شو کاز نوٹس جاری کیا گیا اور نہ ہی چٹھی مورخہ 24 مئی 1984 جاری کرنے سے قبل اس وقت کے افسر مجاز (چیئرمین) سے باضابطہ منظوری حاصل کی گئی اور یہ تمام کارروائی غیر قانونی طور پر عمل میں لائی گئی۔ میرے سوال کے جواب میں اس پلاٹ کے بارے میں ذکر تک نہیں کیا گیا جبکہ شریک الاٹی کو چٹھی مورخہ 4 جون 1985 کے ذریعے گمراہ کن جواب بھی دیا گیا۔

میڈم چیئرمین! سینٹ سے اصل حقائق چھپا کر غلط جواب دینے کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

یہ میں نے پہلے جب move کیا تھا تو اس متعلقہ منسٹر نے پچھلی حکومت میں یہ کہا تھا کہ ہم آپ اس کو کمیٹی میں نہ لے جائیں ہم باہر بیٹھ کر آپ کو طے کرا دیتے ہیں کہ یہ سارے ان کے documents جو ہیں (دے دیں) لیکن اس کے بعد ان کی نوبت نہیں آئی حکومت چلی گئی۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: اب ان کو بھی موقع دیں یہ کیا بات کریں گے ۔ جی منسٹر صاحب شکور الاسلام صاحب۔

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Madam I oppose the privilege motion.

میڈم قائم مقام چیئرمین: Opposed فصیح اقبال صاحب آپ اس پر آئیں کہ آپ کا استحقاق کیسے بنتا ہے۔

سید فصیح اقبال: میڈم چیئرمین صاحبہ! بات یہ ہے کہ جب یہ میں نے ایک سوال کیا تھا میں نے صاف طور پر پوچھا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جن کے نام یہ پلاٹ الاٹ ہوا ہے اگر الاٹ ہوا ہے تو کن تاریخوں میں، کیا پیسے ان کے جمع ہونے ہیں اس پر جواب آیا کہ پیسے جمع ہونے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا یہ منسوخ کیا گیا ہے کسی آرڈر پر اس پر لکھا غلط جواب دیا گیا سی ڈی اے کی طرف سے ۔ تو صرف یہ مسئلہ تھا کہ ہاؤس کو جو جواب میرا تھا اسے غلط طریقے سے بتایا گیا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا کیونکہ میرے پاس کاغذات تھے اور میں نے ان کو document سے ثابت کیا تھا سوال کے جواب میں کہ ایسا نہیں ہے لیکن اس وقت کے منسٹر جو چونکہ یہ کیبنٹ کے پاس تھا قانون اور پارلیمانی امور کے انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں سی ڈی اے نے جو جواب دیا ہے ہم نے وہ دیا ہے لہٰذا میں سمجھتا تھا کہ وہ جواب ان کو صحیح نہیں دیا گیا اس وجہ سے اس کو میں نے تحریک استحقاق کے لئے رکھا ہے کئی مرتبہ ایسا موقع آیا ہے کہ ہاؤس کو غلط جواب دیا گیا ہے اور کیونکہ ریکارڈ نہیں ہوتا تھا بہت سے ہمارے ایسے سوالات ہیں جن کے جوابات مختلف منسٹریوں سے صحیح نہیں آتا لیکن چونکہ ریکارڈ اس وقت نہیں ہوتا اور پھر جلدی جلدی میں یہ مسئلہ چلا جاتا ہے چونکہ میرے پاس اس کے سارے documents موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں اس چیز کو ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ جو جواب دیا گیا ہے وہ غلط ہے اور اگر غلط جواب دیا گیا ہے دانستہ طور پر ہاؤس کو صحیح حقائق سے محروم رکھا گیا ہے لہٰذا میرا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے اور ہاؤس کا بھی۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ شکور الاسلام صاحب، وزیر برائے قانون و انصاف۔

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Madam, actually it was plot No. 201 which was initially allotted in favour of two persons. Then, an application was made that this was not sufficient and some other plot instead of that may be given, that was No. 234. Thereafter, an application was put in before the CDA by one person giving the names of the original two allotees and three more. The CDA accepted that application but later on the original allottee made an application to the CDA that these three persons who have been joined in the

application are interpolators, they have nothing to do with this plot and it should not be given to them. That application was accepted. If those three persons whose names have been interpolated, feel any grievance, they can go easily to the court. As far as the original allottees are concerned, those have been given the alternate plots, there is no grievance on their part. So I submit that this privilege motion may be ruled out.

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب سید فصیح اقبال صاحب منسٹر صاحب کے -----

سید فصیح اقبال: یہ اب ایک نئی چیز آ گئی ہے - تین آدمی تو تھے ہی نہیں- اب یہ نئی چیز سی ڈی اے نے پیش کی ہے اب یہ ایک اور میرا privilege مجروح ہوا ہے کیونکہ میں پھر وہ ریکارڈ سے نکالتا ہوں کاغذ جس پر اسدالرحمٰن صاحب نے کہا تھا کہ تین اور آدمی جن کا کوئی تعلق نہیں تھا یہ وہی اوبجنل آدمی ہیں جنہوں نے ابھی کہا ہے جن کے پیسے جمع ہیں انہی لوگوں کی درخواست ہے انہوں نے کسی آدمی کا نام دیا I have got document اگر منسٹر صاحب oppose کرتے ہیں تو میرا خیال ہے ان کا کوئی قصور نہیں ہے ان کو پھر کوئی تیسری راہ دکھائی گئی ہے- وہ سمجھ رہے ہیں کہ پچھلا ریکارڈ ضائع ہو گیا - میں پچھلے ریکارڈ سے جو taped ہے یہاں پر ' جو ریکارڈ آتا ہے ہمارے پاس وہ موجود ہے اس کے ذریعے میرا ایک اور انہوں نے privilege آج مجروح کیا ہے اور وہ تیسری غلطی کی ہے اب یہ مجھے بتائیے کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ چیزیں پیش کر سکتا ہوں اور اگر نہیں تو پھر میں اس پر اصرار کرتا ہوں کہ نہیں اسے ایڈمٹ کیا جائے ' استحقاق کمیٹی میں فیصلہ ہو جائے گا اور اس میں وہ لوگ بھی agrieved پارٹی بھی آ جائے گی- مسئلہ تو یہ ہے کہ کسی مسئلے میں لوگوں کے مسائل حل ہوں ' مسئلہ لمبا کرنا نہیں ہوتا - نہ privilege کا مسئلہ ہوتا ہے لیکن اگر ہاؤس میں کوئی غلط خبر یا غلط حقائق دیئے جائیں تو یہ بہت بری چیز ہے بڑی serious چیز ہے اور اس پر پچھلی حکومتوں نے توجہ نہیں دی- بہت سے ڈیپارٹمنٹ ایسا کرتے ہیں - کتنی منسٹریز کے جوابات غلط آئے Assurance Committee چھ مہینے کے بعد ملتی ہے- اب یہ مسئلہ ایسا ہے کہ پچھلی مرتبہ ہمارے وزیر اسدالرحمٰن نے جو جواب ہاؤس میں دیا وہ یہاں موجود ہے- انہوں نے بالکل یہ کہا کہ اس میں کچھ غلطی ہو

گئی ہے dates کی ان کا -----

میڈم قائم مقام چیئرمین: نہیں ابھی اس کو چھوڑیں آپ اس وقت منسٹر صاحب کے ساتھ اس پہ discuss کریں۔

سید فصیح اقبال: اگر آپ اس کو کمیٹی میں ریفر کر لیں تو سب سے بہتر ہے تا کہ وہیں سارا مسئلہ حل ہو جائے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: تو میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ آپ منسٹر صاحب کے ساتھ اس پر discuss تھوڑا کر لیں۔ ان کو جو انفارمیشن آپ کہہ رہے ہیں' ان کے پاس جو انفارمیشن ہے۔

سید فصیح اقبال: نہیں جو applicants ہیں جن کا -----

میڈم قائم مقام چیئرمین: اس کو میں for the time being defer کرتی ہوں۔

سید فصیح اقبال: منسٹر صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ وہ مسئلہ حل کرتے ہیں۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: آپ اس کے ساتھ discuss کر لیں۔ جناب شکور الاسلام صاحب منسٹر فار لاء اینڈ جسٹس آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ اگر آپ کو سارا material provide کرے اور وہ جو ثبوت وغیرہ اس کے پاس ہیں اگر آپ -----

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Quite right. If he is prepared to bring the original two allottees as well as the three new persons who have been added in the subsequent application I will examine the whole file and will point out what is the latest position.

میڈم قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

It is not pressed. Syed Fazal Agha Sahib on a point of order.

سید محمد فضل آغا: جی شکریہ۔ ابھی فصیح اقبال صاحب نے فرمایا کہ assurance committee چھ مہینے تک نہیں ملتی ہے میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ ہر سیشن کے بعد Assurance Committee ملتی ہے اور تقریباً دو مہینے کی انٹرول پہ معزز اراکین کا فرض ہے کہ جو

جو assurances ان کو دلائے گئے وہ اپنی اپنی کمیٹی کو بھی pursue کرے اور اس کمیٹی کے نوٹس میں لائیں کہ کون کون سے assurances دلائے گئے۔ ویسے ہر دو مہینے کے بعد ملتی ہے۔ شکریہ!

میڈم قائم مقام چیئرمین: شکریہ جناب۔

Next is adjournment motion No. 1. Mir Abdul Jabbar Sahib.

Adjournment Motion Re: Recruitment Of Police Staff By The Previous Government in Islamabad.

میر عبدالجبار: شکریہ چیئرپرسن صاحبہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

I request for leave of the House to move the following adjournment motion of urgent public importance namely :-

The illegal appointments of Sub-Inspectors , Inspectors , Assistant Directors made by the previous government to oblige Punjab MPAs who were kept for months in Islamabad by the Nawaz government to bar them from switching again to former Chief Minister of Punjb, Mr. Manzoor Wattoo. Those who have been issued letters are the relatives of former MPAs of Punjab. These appointments have been made through Fedederal Public Service Commission which in turn is feigning ignorance.

This is a matter of grave national importance and requires intervention of the House. Therefore, this matter may be discussed in the House immediately.

M. F.K. Bandyal: I oppose the motion.

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب میر عبدالجبار صاحب اس کی admissibility پر آپ بات کریں۔

میر عبدالجبار: یہ موشن جو میں لایا ہوں اس ہاؤس میں جسے وزیر صاحب نے oppose فرمایا ہے ان کو حق حاصل ہے کہ آپ oppose فرما سکتے ہیں یہ ان کی گورنمنٹ سے متعلق تو ہے

ہی نہیں لہٰذا انہیں مجھے oppose نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ مجھ سے اتفاق کرنا چاہئے تھا کیونکہ آپ کی حکومت عبوری حکومت ایسی تمام چیزوں کی نشاندھی کر رہی ہے آپ اپنی اس گورنمنٹ میں' ایسی تمام خامیاں اور خرابیاں دور کر رہے ہیں۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: آپ اس کی admissibility پر آئیں پھر اس کے بعد وہ بتا دیں گے۔

میر عبدالجبار: مجھے یہ گزارش کرنے کا حق پہنچتا ہے لہٰذا انہیں اس کو oppose نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ میرے ساتھ ہاں میں ہاں ملانی چاہئے تھی۔ تو اب میں گزارش کروں گا کہ اخبار کے تراشے میرے پاس ہیں وہ میں پڑھے دیتا ہوں ۔ ایف آئی اے میں اپنے آخری دنوں میں نواز شریف گورنمنٹ نے پچاس کے اوپر appointments کی ہیں ۔ انسپکٹرز ' اسسٹنٹ ڈائریکٹرز' سب انسپکٹرز بھی ہیں ۔ میرے پاس وہ اخبار کی ایک کٹنگ ہے میں عرض کر دیتا ہوں ۔ آپ سن لیجئے ۔

Director General Federal Investigation Agency has issued appointment letters to over 15 persons. Most of them are the kins of the Punjab Assembly 'lotas', held hostage earlier in Islamabad. All the rules and regulations of the Federal Public Service Commission were violated in these appointments. These appointments were made mainly to oblige Punjab MPAs who were kept for months in Islamabad by the Nawaz Government fearing they may switch again their loyalties to Manzoor Wattoo. Those who have been issued letters are mostly their relatives, the rest were rewarded for being loyal to Nawaz Sharif. Most of the appointment letters have been issued on 17th, 18th and 19th July, 1993. Appointments to these posts were made through Federal Public Service Commission which in turn is feigning ignorance. These letters also transgressed recruitment policy. A Supreme Court ruling also stood violated saying that no adhoc permanent recruitment should be made without proper advertisement in particular case none of the posts were advertised,

کہ کوئی پوسٹ بھی ایڈورٹائز نہیں کی گئی اور انہوں نے violate کیا انہوں نے contempt کیا۔ اپنے سابقہ چیف منسٹر نے جو order دیا تھا وہ میں عرض کرتا ہوں آپ سے فل بنچ کا آرڈر تھا جی۔ آپ کے چیف جسٹس کا اس وقت افضل ظلہ صاحب تھے۔

Former Chief Minister as well as Chief Secretaries of all the four provinces may have to face contempt of court proceedings before Supreme Court of Pakistan for contravening the orders of a full bench of Supreme Court. The full bench comprising of Chief Justice as then was Justice Muhammad Afzal Zullah, Justice Dr. Naseem Hasan Shah and Mr. Justice Saif-ur-Rehman, while hearing a public interest litigation matter, had passed an interim order on January 19, 1993 which was later confirmed by the same bench. The order had required all the four provincial governments to stop fortwith the practice of making initial recruitments without publicity and properly advertising the vacancies, and at times converting adhoc appointments into regular ones. Former Chief Minister of Sindh, Punjab, NWFP and Balochistan particularly during last three days of their offices had made number of such appointments, allegedly to accommodate their loyal ones,

تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سپریم کورٹ فل بنچ کے آرڈر کو violate کرتے ہوئے FIA نے یہ پچاس appointments کی ہیں۔ بغیر advertisement کئے اور بغیر فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے کیونکہ یہ تمام آسامیاں فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے پر کرنی تھیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سپریم کورٹ کے احکام کی violation ہوتی ہے اور اس پر بحث ہونی چاہئے اور اس پر ایکشن ہونا چاہیئے۔

Madam Acting Chairman: F.K. Bandyal Sahib, Minister for Interior.

Mr. F. K. Bandyal: Madam Chairperson, I oppose this motion and I

maintain that position. I can assure the learned Member of the House that the position I have taken is certainly not for or against any previous government. That is no consideration to us at all. I opposed it on merit.

Now, may I draw your attention to the motion itself. It is quite vague and unspecific. The illegal appointments of sub-inspectors, inspectos, assistant directors made by the previous government to oblige Punjb MPAs. I will not go any further. Now, from this language what do we understand? Is it a Federal Government or a Provincial Government? If it is Provincial Government we will have to be most specific and we will refer the issue to the Provincial Government as to why have they done that. If it is Federal Government then it should, I will state, that the Federal Public Service Commission has come down to the recruitment of Sub-Inspector which it doesn't do quite frankly. And it should have stated any agency of the Federal Government, be it the Interior Ministry or the any other Ministry. I made these appointments. So that is why I call it vague. a non specific. All the saying faithfully interpreting this motion I investigated and I have learned from my own Ministry that in the FIA two appointments were made and with the assumption of office by the present government they were terminated. So that don't hold good any longer. If the learned member would pursue the matter alleging that the Provincial Government have committed any violation as such we will have to check up with the provincial government and come back to the House with their version. In the absence of a very specific statement we had haven't had the opportunity they are referring to the Provincial Government. If should it be so desired then we can check up with the Provincial Government as to what happened and whatever their statement I will place it before the House.

Madam Acting Chairman: Thank you very much.

میر عبدالجبار صاحب منسٹر صاحب کی statement کے بعد۔

Mir Abdul Jabbar: Thank you very much the honourable Minister Sahib.

Madam Acting Chairman: Then are you pressing it?

Mir Abdul Jabbar: I was referring to the posts which were filled in by FIA in the last days of previous government without advertising those posts. So, this was my contention and I brought this motion in the House. The posts were never advertised which was violation of Supreme Court's Orders. So, my contention is this and still to see, stress upon that that should be looked into. Why those appointmentswere made in those last three days of the last regime without advertising and contravening the orders of the Supreme Court. May I request the honourable Minister to satisfy me on this point please.

میڈم قائم مقام چیئرمین: انہوں نے کہا ناں کہ وہ تو terminate کر دیئے گئے ہیں۔

میر عبدالجبار: نہیں انہوں نے 2 کا فرمایا ہے میں تو 50 کی بات کرتا ہوں۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب ایف کے بندیال صاحب۔

Mr. F. K. Bandyal: Only two posts had been filled up by the FIA as such, i.e., under the Federal Government. No, if we have in mind any provincial government's recruitment shall be a bit more specific so that we refer the issue to the provincial government. I will try to satisfy the Member. I will have to get a reply from a provincial government in the absence of a very specific statement to the effect as to which Inspector/Sub-Inspector, how many posts at

what level have been done. Kindly give me the facts and figures. I will refer them to the provincial government and will try to get you a very faithful and correct answer.

میڈم قائم مقام چیئرمین: میر عبدالجبار صاحب پریس نہیں کرتے ہیں آپ؟

میر عبدالجبار: جی میں پریس نہیں کرتا۔

Madam Acting Chairman: Not pressed. Next is No. 5 - Dr. Muhammad Rehan Sahib.

ii) Re: Forced Child Labour.

Dr. Muhammad Rehan: Sir, with your kind and gracious permission I submit to beg leave of this honourable House to move that the House do adjourn its routine proceedings and take up for discussion very very important national issue which is the menace of child labour which is assuming alarming proportion in our country. The motion is quite fit in all respects as an adjournment motion. This is on the basis of all the reputed newspapers, Magazines, that are published in our country and also what we see every day in our life.

میڈم قائم مقام چیئرمین: کون سے منسٹر صاحب اس کو handle کر رہے ہیں۔

جناب ڈاکٹر ڈی کے ریاض صاحب، منسٹر فار ہیلتھ۔

Dr. D. K. Riaz Baloch: I oppose this motion on technical grounds.

میڈم قائم مقام چیئرمین: شکریہ، ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: ہمارے ملک میں روزانہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا غیر انسانی سلسلہ چل پڑا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جن کی عمریں ایسی ہوتی ہیں جس طرح پھول نظر آتے ہیں، پھول

جس طرح کہ کلیاں ' جب انسان ان سے توقع کرتا ہے کہ وہ پھول بن کر ملک میں اس عمر کو پہنچیں گے کہ وہ جوان ہو کر ملک کی پیداواری اور تعمیری سرگرمیوں میں حصہ لیں گے۔ اس سے پہلے اس عمر میں جب کہ ان کو سکول جانے کی ضرورت ہوتی ہے ' جب ان سے پیار کرنا چاہئے ' جب چھوٹے بچوں سے جس طرح سے ملنا چاہئے بجائے اس کے روزانہ ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ اسلام آباد کے نزدیک وہ بھٹوں پر کام کرتے ہیں' کارپٹ انڈسٹری میں کام کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ چائے کی دکانوں میں روزانہ وہ چائے کی پیالیاں دھوتے ہیں ۔ domestic servaznts کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ' موٹر کی ورکشاپوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایسی بات ہے جو کہ ہم اخبارات کی خبروں کا سہارا نہ بھی لیں تو روزانہ ہم اپنی زندگی میں دیکھتے رہتے ہیں ۔ اس پر ہمارا ملک کافی بدنام بھی ہو چکا ہے ۔ باہر کی دنیا کہتی ہے کہ child abuse جتنا پاکستان میں ہوتا ہے شاید ہی دنیا کے کسی اور ملک میں ہوتا ہو' میرے خیال میں جو صاحب اولاد انسان ہو' اگر اپنے بچوں سے پیار کرتا ہو تو ہمارے ملک کے اپنے جو دیگر بچے ہیں وہ بھی deserve کرتے ہیں کہ ہم ان کا بھی خیال رکھیں ۔ اس بنیاد پر ایسا قومی مسئلہ جس سے ہمارے ملک کی بدنامی بھی ہوتی ہے اور آئندہ نسل کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے وہ بہت ظالمانہ سلوک ہے اور یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس ہاؤس کی جو routine proceedings ہیں وہ suspend کی جائیں اور اس پر باقاعدہ بحث ہونی چاہئے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ محترم وزیر صاحب جو ہیں اس کی اپوزیشن نہیں کریں گے اور اس کو admit کیا جائے تا کہ اس پر discussion ہو جائے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر ریحان صاحب اس سے بیشتر کہ منسٹر صاحب کچھ فرمائیں میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ یہی issue آج کل جو ہماری human rights کی Standing Committee for Senate ہے یہی issue ' یہی topic ان کے زیر غور ہے اور وہ اسے consider کر رہے ہیں بہتر نہیں ہو گا کہ یہ کیس اگر آپ وہاں لے جائیں ۔ منسٹر صاحب تو ابھی کہہ دیں گے لیکن میں آپ کو صرف انفارم کرنا چاہتی ہوں کہ آج اس کمیٹی میں بھی یہی issue زیر بحث ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: محترمہ آپ کا بہت شکریہ ۔ آپ نے فرمایا کہ human rights یعنی انسانی مسئلہ جہاں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے وہاں پر بھی discuss ہو رہا ہے چونکہ

میں اس کمیٹی کا ممبر نہیں ہوں اور اس میں ہم اکثر -----

میڈم قائم مقام چیئرمین: میں request کر لوں گی میڈم چیئرمین صاحب سے، کہ وہ آپ کو as a special invitee بلالیں کیونکہ آپ اس موشن کے mover ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: بہر حال میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں اگر یہ discuss ہو جائے تو ہم اپنا قومی اور انسانی فریضہ ادا کر دیں گے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب ڈی کے ریاض بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر ڈی کے ریاض بلوچ: میڈم چیئرپرسن ! محترم رکن کا یہ اصرار کہ اس پر بحث کی جائے میں نے اس کو technical grounds پر oppose کیا تھا ۔ میرا مطلب کہنے کا یہ تھا کہ جہاں تک laws اور enactments ہیں صوبائی حکومت نے وہ already بنا دیئے ہیں اور تمام انسپکٹر مقرر کئے ہیں اس قسم کے کہ اگر ان کو جیری کوئی بھی چیز نظر آتی ہے تو وہ اس کے اوپر ایکشن لیتے ہیں اور اس کے اوپر بڑا vast survey بھی کیا جا رہا ہے ایک چیز جو میں ان کی خدمت میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے ویسے بھی بہت سارے دشمن ہیں ۔ باہر کے ممالک ہر ایک طریقے سے گھیرنا چاہتے ہیں تو اب میں یہی عرض کر رہا تھا کہ اس قسم کی چیزیں ہم اگر خود اچھالیں گے کہ ہمارا وہ bonded labour ہے اور کرائمز ہو رہے ہیں بچوں پر یہ قالین بافی اور للانا بافی ' اس قسم کی چیزوں سے سوائے ہمارے ملک کو نقصان پہنچنے کے میں یہ سمجھتا ہوں(اور کچھ حاصل نہ ہو گا) اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہو گا لہٰذا میں اپنے معزز رکن سے یہ التجا کروں گا کہ جہاں تک گورنمنٹ کا تعلق ہے گورنمنٹ نے ہر اس طریقے سے یہ کوشش کی ہے کہ ہم ایک جیری لیبر کو ختم کریں چاہے وہ بچوں کا ہو چاہے اور کسی قسم کا ہو۔ لہٰذا اس کی چھوٹی سی مثال میں یہ دے دوں ۔ اب بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں ہمارے ہاں مویشی پروری ہوتی ہے اور اگر بچے وہاں جا کر کام کرتے ہیں مویشیوں وغیرہ کو چرا کر تو اس کو ہم جیری لیبر نہیں کہہ سکتے حالانکہ وہ آٹھ دس سال کے بچے ہوتے ہیں یہی میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پڑوسی ممالک میں وہاں جو آبادی والا علاقہ ہے وہاں انہوں نے ان بچوں کے لئے سکول اور اس قسم کا انتظام کیا ہوا ہے تو چنانچہ بلوچستان being a pioneer province انہوں نے جہاں یہ قالین بافی کا مسئلہ ہوتا ہے وہاں پر بچوں کے لئے ایک گھنٹہ کم از کم دن میں ان کو پرائمری سطح پر تعلیم دیتے ہیں ان کو وہ اسلامیات

کے اصول سکھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ غریب بچے اپنے ماں باپ کے لئے مہینے میں چار پانچ سو روپے کماتے ہیں without contirbuting any other severe labour تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین۔ شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب ۔ میرے خیال میں پہلے ہی جیسے ڈاکٹر صاحب نے آپ کو یقین دہانی کرائی ہے اگر کمیٹی میں بحث کی جائے (تو بہتر ہو گا) چونکہ یہ پہلے ہی کمیٹی میں ہے بجائے اس کے کہ یہاں پر لے لیں کمیٹی کی رپورٹ کے بعد آپ جس طرح کرنا چاہیں وہ زیادہ مناسب ہو گا۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب چونکہ وزیر صاحب نے چند ارشادات فرمائے تو میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ درست رکھنے کے لئے کچھ اس پر عرض کروں جناب والا! ! انہوں نے پہلے کہا کہ یہ چیزیں ہوتی رہتی ہیں ۔لیکن اگر ہم اس پر بحث کرتے تو شاید اس کا مطلب ہے کہ ہم جان بوجھ کر دیکھتے ہوئے کہ کچھ خرابیاں ہوتی ہیں اور کچھ ظلم ہوتے رہتے ہیں نا انصافیاں ہوتی ہیں اور ہم اس ہاؤس کے ممبر ہوتے ہوئے اس پر خاموشی اختیار کریں میرے خیال میں (اس طرح) ہم قومی مجرم بن جاتے ہیں۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر صاحب یہ کمیٹی میں پہلے ہی موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: دوسری عرض میری یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچے ماں باپ کے لئے (کماتے ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس ملک میں بے روزگاری ہے اور لوگوں کو روزگار نہیں ملتا تو اس کا بوجھ ہے وہ چھوٹے بچوں پر پڑتا ہے یہ بھی ایک غلط سلسلہ ہے جناب والا!! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر ضرور بحث ہونی چاہئے اس کے لئے تجاویز آ جائیں گی اور مختلف ideas آ جائیں گے اور proposals آئیں گے میرے خیال میں بڑا اہم مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ آپ اس پر رولنگ دیں آپ میرے خیال میں ہاؤس سے بھی معلوم کر لیں کہ ان کی کیا اس سلسلے میں رائے ہے اس پر بحث ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جی جناب میر عبدالجبار صاحب پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ اسی ایشو پر بولنا چاہیں گے ؟

میر عبدالجبار: جناب میں بات کرنا چاہتا تو نہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ mover موو کرتا

ہے اور وزیر صاحب متعلقہ جواب دیتا ہے مگر میں بھی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا اس ہاؤس کے لئے اور محترم سینیٹر صاحب کے لئے بھی۔ جناب یہ اعزاز اس ہاؤس کو حاصل ہے کہ ہم نے human rights کی پے کمیٹی بنائی ہے Standing Committee ہے جو آپ کی متعلقہ رائے سے بنی ہے اور اس میں یہ تمام معاملات آ رہے ہیں اور اس پر بڑی عالمانہ بحث ہو رہی ہے اور اس پر بڑا کام ہو رہا ہے میں ادب سے عرض کروں گا کہ اگر آپ نے مزید کچھ کہنا ہے تو جب ہماری کمیٹی کی میٹنگ ہو گی ہم ڈاکٹر صاحب کو وہاں بلوائیں گے اور وہاں ان کے خیالات سے مستفید ہوں گے جناب میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب میں یہ منسٹر صاحب کی statement کے بعد اور چونکہ یہی specific issue ہماری سٹینڈنگ کمیٹی کے زیر بحث ہے اور وہ اس پر بہت action لے رہے ہیں اور اس موقع پر میں اس کو rule out کرتی ہوں۔ شکریہ!

The next one. - جی - حافظ حسین احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ حسین احمد: جی یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس کے بارے میں میں نے آپ کی توجہ مبذول کروائی تھی۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جی جی ایک دو رہ گئے ہیں اس کے بعد آپ کا آ رہا ہے نمبر ۶ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

iii) Re: mal-practices being committed by the State Bank at Peshawar.

Dr. Muhammad Rehan: Thank you, Madam Chairman. I beg leave of this honourable House for moving an adjournment motion and a matter of the alleged mal-practices being committed by the State Bank at Peshawar as has been reported by daily 'Mashriq', in its issue of 9th July, 1993. The subject matter fulfills all the criteria for the admissibility of an adjournment motion.

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب عبدالشکور السلام صاحب، وزیر برائے انصاف و قانون۔

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Madam! oppose the motion.

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! یہ معاملہ جو ہے یہ prize bond کے سلسلے میں خبر چھپی تھی کہ پشاور کے سٹیٹ بنک میں جب وہاں کے لوگ جاتے ہیں prize bond خریدنے کے لئے تو ان سے کہا جاتا ہے کہ بانڈز نہیں ہیں ابھی چھپے نہیں ہیں ابھی پہنچے نہیں ہیں اور وہ لوگوں کے ساتھ مل کر چوری چھپے جو آج کل یہ کاروبار ملک میں چل پڑا ہے لوگوں نے جگہ جگہ دکانیں کھولی ہیں کہ جناب آپ یہاں پر prize bond خرید سکتے ہیں اور یہاں کیش بھی کر سکتے ہیں تو اس طریقے سے لوگ ---- حکومت نے یہ سلسلہ جو شروع کیا تھا کہ small investors بانڈز خرید کر کے پھر اپنی قسمت کے انتظار میں بیٹھ کر شاید ان کو اس پر کچھ مل جائے گا۔ وہ ایک قسم کا کالا دھندہ شروع ہو چکا ہے اور باقاعدہ یہ 'مشرق' اخبار پشاور میں یہ خبر چھپی ہے اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں کہ جب کسی کا انعام نکل آئے تو وہ بنک میں جائے تو اسے کبھی ایک بات پر ٹالا جاتا ہے کبھی کہتے ہیں دوسرے دن اس طرح کرو اس طرح کرو۔ اس کو discourage کیا جاتا ہے اور پھر آخر کار وہاں پر ایجنٹ کھڑے ہوتے ہیں انہیں جاتے ہیں آپ فلاں بازار میں جائیں ایک دکان یا ایک دفتر وہاں ہے آپ وہاں دے دیں۔

اگر مثال کے طور پر 10,000 ہزار کا انعام ہوتا ہے تو انہیں کہا جاتا ہے آپ 500 روپیہ دے دیں آپ فکر نہ کریں یہ میں سٹیٹ بنک سے کرانا بھی ضروری سمجھتا ہوں پاکستان میں سٹیٹ بنک کی شاخیں بہت کم ہیں۔

بانڈ جاری کرنا اور اس کے انعام کی رقم حاصل کرنا صرف سٹیٹ بنک کو حاصل ہے چاہئے یہ کہ جہاں سٹیٹ بنک کی شاخ نہیں ہے وہاں نیشنل بنک نے ان کی ذمہ داریاں سنبھالی ہوئی ہیں میرے خیال میں پورے پاکستان میں نیشنل بنک کو بھی جو سٹیٹ بنک کے فرائض انجام دیتے ہیں یہ ان کے بھی حوالے کرنا چاہئے اس سلسلے میں تحقیقات ہونی چاہئے اس تحقیقات

کے لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ضرور ہونی چاہئے کیونکہ یہ عام لوگوں کا جو بے چارے آس لگائے بیٹھے ہوتے ہیں بانڈ خریدتے ہیں شاید ہمارا انعام نکل آئے ان کے ساتھ آج یہ کالا دھندہ شروع ہوا ہے اور ایک ذمہ دار بنک جو پاکستان کا سنٹرل بنک ہے وہ اس کالے دھندے میں ملوث ہے ۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث ضرور ہونی چاہئے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: جناب عبدالشکور السلام ' وزیر برائے انصاف و قانون۔

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Madam Chairperson, this matter may be discussed in the presence of the Minister for Finance who has taken leave from this august House.

میڈم قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر ریحان صاحب میں نے شروع میں آپ کو بتا دیا تھا کہ وزیر خزانہ تشریف نہیں رکھتے وہ آج کسی کام کی وجہ سے ہاؤس میں نہیں آئے۔ اس کو کسی اور دن پر ملتوی کرتے ہیں۔ اگلا نمبر 7 پھر ڈاکٹر ریحان صاحب کا ہے ۔ کیا یہ بھی وزیر خزانہ ڈیل کرتے ہیں ؟ نمبر 7 کون ڈیل کر رہا ہے ؟

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Imports of drugs,

یہ وزیر خزانہ صاحب ڈیل کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں ذرا اس کو clear کر دوں یہ Ministry of States and Frontier Region سے concerned ہے اس کا وزارت خزانہ سے تعلق نہیں ہے اس پر آپ غور کریں۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں۔ اگلی نمبر 18 ڈاکٹر ریحان صاحب۔

iv) Re: Loss of foreign exchange on account of open sky policy.

Dr. Muhammad Rehan: I beg to seek leave of this hon ourable House for moving an adjournment motion as it has been reported in the daily

'BUSINESS', Islamabad that huge losses to the tune of about 20 crore rupees in foreign exchange are incurred on account of the open sky policy. No additional transit traffic was gained on this account and instead these small and newly introduced companies have become shareholding in PIA and the Gulf Air and as such started passenger service from and to the Gulf Emirates thus resulting losses to Pakistan International Airlines (PIA). So, this motion fulfils the criteria for the adjournment motion.

Madam Acting Chairman: No. 24, Syed Faseih Iqbal Sahib.

Syed Faseih Iqbal: Madam Chairperson, I beg to move that the business of the House be suspended to discuss serious negative repercussions of the Open Sky Policy of the Government. The Government is required to take immediate appropriate measures to put the national airlines on right course without discouraging healthy competition from other airlines. The matter is of urgent public importance and requires immediate government attention. I, therefore, request that the issue may be discussed at length.

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Opposed.

میڈم قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! ! حکومت نے open sky policy شروع کی تھی کہ اس سے کوئی فائدہ ہو گا لیکن بجائے فائدہ کے نقصان ہونا شروع ہو گیا ہے چھوٹی چھوٹی ایئر لائنز بیچ میں آ پڑی ہیں ۔ خیال تھا کہ ٹریفک ہماری ملکی ایئر لائن کو مل جائے گی لیکن الٹا پاکستانی passengers کو گلف اور امارات وغیرہ میں لے جانے اور لانے کا سلسلہ اس پالیسی کی وجہ سے رک گیا ہے۔ اس پالیسی سے بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہو رہا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو open sky policy ہے اس پر بحث بہت ضروری ہے تا کہ اس کے بارے میں مختلف خیالات کا اظہار ہو جائے اور بحث ہو جائے کچھ پوائنٹ raise ہو جائیں ۔ اس کے متعلق ideas

سامنے آ جائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث بہت ضروری ہے۔

میڈم قائم مقام چیئرمین: اس کی admissibility پر بات کریں۔

سید فصیح اقبال: میڈم چیئرمین ! جہاں تک سابقہ حکومت کی دیگر اچھی اکنامک پالیسیاں تھیں وہاں یہ open sky policy بھی بہت اچھی پالیسی تھی، میڈم چیئرمین صاحبہ ! آپ کو علم ہے کہ کراچی کا ایئر پورٹ نہایت عمدہ اور عالمی معیار کا بنا تھا۔ یہ کام جونیجو صاحب نے شروع کیا تھا ، اس میں دیر ضرور ہو گئی لیکن یہ پانچ سال میں مکمل ہوا۔ اس عالی شان ایئر پورٹ کے بنانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اس کو صرف پاکستان ایئر لائن کے لئے رکھا جائے بلکہ باقی جو دیگر ایئر لائنز ہیں ان کے لئے بھی ہو۔ دنیا میں ایک نئی پالیسی شروع ہوئی تھی کہ اوپن سکائی پالیسی ہے ، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایئر لائنز جو designated دوسرے ملکوں کی آتی ہیں وہ آزادی سے آ سکیں ان کے شیڈول زیادہ ہوں اور میرا خیال یہ ہے کہ سول ایوی ایشن اتھارٹی نے نہایت شاندار طریقے سے اس پر بڑا کام کیا لیکن پچھلے دور میں ہوا یہ کہ کچھ non-designated ایئر لائنز آ گئیں جیسے مصر کی ایئر لائن کے علاوہ سوڈان ایئر لائن آ گئی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ حکومت پاکستان نے ایک کابینہ کمیٹی بنا کر جتنی بھی non-designated ایئر لائنز تھیں ان کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک واویلا شروع ہے کہ اس کو بند کیا جائے۔ میرا خیال اس سے بالکل مختلف ہے کہ جب ایک پالیسی شروع کرتے ہیں تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ آج میں نے وزیر اعظم کے اعلان میں دیکھا ہے کہ اب privatization میں اتنی جلدی ہے کہ یونائیٹڈ بنک، حبیب بنک وغیرہ یہ سب privatise ہو رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر مغرب کی اذان کی آواز سنائی دی)

Madam Acting Chairman: The House is adjourned for 20 minutes for Maghrab Prayers.

[The House then adjourned for prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Presiding Officer Raja

Muhammad Zafar-ul-Haq) in the Chair].

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب! اس سلسلے میں جو open sky policy تھی جس میں non-designated airlines کا حکومت نے نوٹس لیا اور اس کو cancel کیا' اب صرف وہ ایئر لائنز رہ گئی ہیں جن کے bilateral agreements ہیں۔ لہٰذا یہ پالیسی حکومت کے عظیم تر مفاد میں ہے۔ بلکہ سی اے اے نے کافی اس کا فائدہ اٹھایا ہے۔ اب یہ خبر بھی ہے کہ لاہور اور اسلام آباد میں نئے ایئر پورٹس بنیں گے۔ اگر ایک پالیسی حکومت نے پرائیویٹائزیشن کے سلسلے میں' مارکیٹ اکانومی کے سلسلے میں بنائی ہے تو اس میں امپروومنٹ ہو سکتی ہے اس کو بند نہیں کیا جانا چاہئے۔ بلکہ ساری پالیسیز میں نے دیکھی ہیں' اس گورنمنٹ نے بھی صرف بند ہی نہیں کیا بلکہ یہ بھی ضرورت سے زیادہ haste میں آئے ہیں۔ بعض اعلانات سے پتہ چلتا ہے کہ پیٹکس بھی فوری طور پر privatize کرنے والے ہیں' پی ٹی سی کو پرائیویٹائز کرنے والے ہیں' ریلوے کو privatize کرنے والے ہیں' اگر یہ اوپن سکائی پالیسی privatize کے concept کے تحت تھی تو میرا خیال ہے کہ اس کو رکھنا چاہیئے اور اس سلسلے میں سول ایوی ایشن نے بڑی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ بلوچستان میں اس وقت 27 ایئر پورٹس ہیں ان کو مالی دشواریاں ہیں ہمارے ہاں کوئی بڑا جہاز نہیں آتا۔ کوئٹہ ایئر پورٹ اس وقت صرف ایئر بس اور بوئنگ کے لئے ہے جبکہ تربت میں کراچی سے کوئی 7 فلائٹس ہیں ایئر پورٹ پختہ نہ ہونے کی شکل میں وہاں مشکلات ہیں کیوں کہ ان کے پاس پیسوں کی کمی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی پالیسیوں سے اگر سی اے اے کے پاس پیسہ ہو گا تو وہ نئے ایئر پورٹس کی تعمیر میں بھی توجہ دیں گے اور حکومت بلکہ اس کی پوری طرح چھان بین کرے جتنے انٹرنیشنل روٹس ہیں جن کے ہمارے bilateral agreements ہیں ان کو تو اجازت دینی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی سود مند اور فائدہ مند پالیسی ہے اور اس سلسلے میں جو ایک حلقے میں کہا جا رہا ہے پی آئی اے میں در اصل افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس وقت پی آئی اے کے پاس 44 جہاز ہیں اور یہ بھی 1960 اور 1970 کی دھائی کے ہیں۔ نہایت پرانے ہو چکے ہیں سطاف 22 ہزار ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پی آئی اے کی موجودہ انتظامیہ کی غلطی نہیں ہے لیکن مختلف مرحلوں پر حکومت نے پی آئی اے کو کبھی توجہ نہیں دی اور اب پی آئی اے اتنا بڑا سفید ہاتھی بن گیا ہے جس طرح واپڈا۔ اب آپ بتائیے 22 ہزار آدمی وہاں کام کر رہے ہیں اور جہاز اس کے پاس 44 ہیں اس قسم کے دنیا میں far East میں ' اب مڈل ایسٹ میں اور انٹرنیشنل ایئرلائنز ہیں جہاں پر کم از کم 22 ہزار آدمیوں کے سلسلے میں پانچ سو aircrafts ہیں ڈیلٹا ایئر لائنز میں ' امریکن ایئر لائنز میں تین سو جہاز ہیں لیکن ان کا سٹاف کتنا ہے آٹھ اور دس ہزار ' تو اس کا مطلب ہے کہ زاید سٹاف رکھنے سے پھر اگر کوئی اکنامک نہیں ہوتی اور سروس بھی بڑی خراب ہوئی ہے اس کی لیکن موجودہ ایم ڈی کے آنے سے اتنا فرق ہوا ہے کہ پی آئی اے نے اب نوٹس لینا شروع کیا ہے ۔ پی آئی اے نے یہ محسوس کیا ہے کہ جب تک مسافروں کے لئے سہولتیں نہیں دیں گے competition نہیں ہو گا تو یہ پی آئی اے کام بھی نہیں کر سکے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ایسے روٹس ہیں پاکستان میں domestic coastal areas اور Northern Areas وہاں پر بھی نئی ایئر لائنز کو اجازت دی جائے تو وہ ان روٹس پر چلے کیوں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ پی آئی اے subsidy دے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ subsidy کا وقت گزر گیا ہے تو ان کو حقائق کا سامنا کرنا چاہئے۔ اگر مسافر کسی بھی جہاز میں بیٹھنا چاہتے ہیں اس کے لئے CAA کے پاس safety rules ہیں اور یہ کام بالکل مختلف ہے۔ پی آئی اے تو ایک ایئر لائن ہے ۔یہ تحفظ وغیرہ کا کام سول ایوی ایشن اتھارٹی کا ہے ۔ یہ ان کا کام ہے کہ جہازوں کے سلسلے میں انہوں نے جو criteria بنایا ہے اس پر سختی سے عمل کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں اس وقت air traffic بہت بڑھ گیا ہے ۔ ریلوے کا یہ عالم ہے کہ ایک تو محفوظ نہیں ہے دوسری چیز یہ ہے کہ اس قسم کے ہمارے پاس انجن نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ٹرین چار اور پانچ گھنٹے سے کم تاخیر سے پہنچتی نہیں ہے۔ لوگوں کو اتنی تکلیف ہے سفر کی اور خصوصاً میرے صوبے میں تو صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ایئر ٹریفک ہے۔ یعنی اس وقت حالت یہ ہے کہ مکران میں ایک ہفتے میں سب سے زیادہ 27 coastal flight جاتی ہیں لیکن چونکہ فوکر ہمارے بہت پرانے ہیں اور سب سے بری کنڈیشن ہے ان کی اور وہ اس لئے ہے کہ ان کی maintenance نہیں ہو پاتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اسی پالیسی کے تحت جہاں انٹرنیشنل ایئر لائنز کو اجازت دے رہے ہیں وہاں اس ڈومسٹک ایئر لائن کو بھی ان روٹس پہ چلایا جائے بلکہ پابند کیا جائے کہ وہ

وہاں ایسے علاقوں میں جہاں دوسروں کو دلچسپی نہیں ہے سروس دیں بلکہ مکران کا ایریا تو یہ ہے کہ بلیک میں ٹکٹ بکتے ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ پی آئی اے والوں نے کون سا concept دیا ہے ۔ آج اگر آپ کراچی میں گوادر جائیں اس دن ٹکٹ نہیں لے سکتے وہ ایجنسیوں نے جعلی ناموں پہ بک کئے ہوتے ہوتے ہیں اور آپ کو بلیک میں ملتے ہیں ۔ میں کیسے سمجھوں کہ یہ پی آئی اے کہتا ہے کہ یہ نقصان کے روٹس ہیں۔ اگر ہیں تو پلیز کریں نئی ایئر لائنز کو تین چار ایئر لائنز آئی ہیں وہ ان علاقوں میں بھی چلیں اور ناردرن ایریاز میں بھی چلیں۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ موسم کی بھی تکلیف ہمارے کوسٹل ایریاز میں نہیں ہے۔ وہاں پر صرف ایئر پورٹس کی کمی ہے ۔ ایئر پورٹس اس طرح ہیں یعنی تربت ایئر پورٹ جو 1976 میں بنا تھا و لائنس آ رہی ہیں دو کمرے کا وہاں پر ایئر پورٹ ہے۔ اگر اس کو expand کریں تو یہ priority fix کرنے والے کون لوگ ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ Defence Ministry کو وہی کرنا چاہئے پی آئی اے کا چیئرمین ڈیفنس سیکریٹری ہوتا تھا اس کو بیچ میں انہوں نے ختم کر کے ایک نئی پوسٹ بنائی ہے ۔ اب آپ بتایئے کہ اس طرح سے 28 ڈائریکٹرز پی آئی اے میں ہیں اور 200 جنرل مینیجر ہوں اور 22 ہزار آدمی ہوں تو یہ پی آئی اے کیسے چلے گی ۔ تو یہی وجہ ہے اس کو ختم کریں اس طرح اکانومی کریں اس طرح نہ کریں نئی ریٹارمز لا کے کہ ایک طرف تو آپ جنرل آرڈر دے رہے ہیں دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو ختم کر دو اس کو privatize کر دو اس سے لوگوں میں شکوک و شبہات ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو open sky policy ہے نہایت اچھی ہے اور جو محکمہ اچھا کام کر رہا ہے اسی ہاؤس میں ہم نے اس کی قدر بھی کی ہے۔ سول ایوی ایشن نے بہت شاندار کام کیا ہے اب اس کو آپ فنڈز دیں تا کہ وہ ہمارے ساحلی علاقوں کی airports ہیں ان کی تعمیر پر وہ پیسے لگائیں ۔ ان ایئر پورٹس کو improve کریں passenger traffic بڑھ گیا ہے اس وقت دو اڑھائی سو روپے ٹیکس لیتے ہیں۔ وہ پیسہ آخر حکومت لے لیتی ہے یہ direct حکومت پاکستان کے خزانے میں جاتا ہے تو حکومت نے اب بزنس کرنا شروع کیا ہے ۔ سوشل سیکٹر میں پاکستان میں سب سے کم خرچ ہوتا ہے لہٰذا ایسے جو ہمارے developing projects ہیں اس میں حکومت انہی پیسوں سے جو ٹیکس لیتی ہے اس پر خرچ کرے ۔ شکریہ!

Mr. Presiding Officer: The matter is of sufficient public

importance and I think the Minister would like to comment on this.

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: Mr. Chairman, I respectfully submit that the matter has already been examined by a sub-committee presided over by Mr. A.G.N. Kazi and a report has been submitted to the Prime Minister on 29th July, 1993. The presentation is to take place before the Prime Minister on 26th of this month i.e., 4 days from now. I submit that the matter may not be taken up or deferred until the matter is finally decided by the Prime Minister and thereafter, if necessary, by the Government.

Mr. Presiding Officer: But the difficulty would be that if the matter is finally decided by the Cabinet then what would be left for the House to discuss.

Mr. Justice (Retd.) Abdul Shakurul Salam: All the points which are being urged would be taken into account and considered and whichever is found practicable, that might be given effect too.

Mr. Presiding Officer: But today's discussion was confined only to the members who have moved it. The rest of the members have not taken any part in it. So, I hold the motion in order and we will fix two hours detailed discussion later on. Thank you very much. Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میڈم چیئرمین! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے آج کے سیشن کے شروع ہوتے ہی یہ بات آپ کے اور ایوان کے علم میں لائی گئی تھی کہ اس وقت ملک کے سامنے ایک بڑا ہی گھمبیر مسئلہ درپیش ہے اور وہ جو نئی اکنامک پیکیج محترم وزیر اعظم صاحب نے

جس کا اعلان کیا ہے اس کی وجہ سے پورے ملک میں اضطراب اور بحران کی کیفیت ہے اس لئے یہ موشن جو کل میں نے داخل کیا تھا آج آپ کی اجازت سے میں اس کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

Motion under Rule 194 to discuss the new economic package.

Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to move the following motion under Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of business in the Senate and would also seek the leave of the House under Rule 236 that the House may kindly suspend the rules about normal notice and sequence enabling the House to immediately discuss the following motion i.e., the Senate should discuss the new economic package announced by the Caretaker Prime Minister and also the increase in the prices of wheat, vegetable oil, petroleum and oil products, transport etc.

Mr. Presiding Officer: I think, it has been moved already.

حافظ حسین احمد صاحب کا ایسا ہی ہے وہ بھی move کر لیں۔

حافظ حسین احمد: میری تو اصل میں تحریک التواء تھی۔

پروفیسر خورشید احمد: ان دونوں میں بڑا فرق ہے میڈم چیئرمین ' 236 کے تحت آپ کو 194 میں ڈسکشن کرنا ہو گا۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر۔ 194 میں ہی کریں گے حافظ صاحب کا بھی ہے ان کو پڑھ لینے دیں پھر کلب کر لیں گے۔

Ad. Motion Re: increase in prices of ghee,

atta and petroleum products.

حافظ حسین احمد: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ پاکستان کے قومی پریس کے مطابق موجودہ نگران حکومت نے تیل اور

گیس کی قیمتوں میں دس فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ جس سے نہ صرف اشیائے خوردنی بلکہ نقل و حمل کے کرایوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ گھی آٹا اور تیل کی مصنوعات کی قیمتوں میں بھی اضافہ کر کے موجودہ نگران حکومت نے اپنے اختیارات سے تجاوز بھی کیا ہے اور اس ضمن میں ایوان بالا کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ یہ انتہائی اہم اور عمومی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اس لئے جاری کارروائی کو روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

MOTION TO DISCUSS THE IMPOSITION OF AGRICULTURAL TAX

Syed Abdullah Shah: I beg to leave to move that the normal proceddings of the House be suspended to discuss the matter of vital importance , public interest and of recent occurrence, namely:-

"All the national dailies of today i.e., 16th August, 1993 reported the Caretaker Prime Minister to have said that his government was considering imposing of Agricultrual Tax and an announcement to that effect would be made within a couple of days".

Prima facie, the Caretaker Governmetn is going to impose agricultural tax without getting it accordingly passed by the National Assembly as the same does not exist at present. To impose tax is a budgetary requirement and a budget contains no validity, at all, until and unless it is approved by the National Assembly. The budget for 1993-94 was duly approved by the then National Asembly; and any amendment or the change whatsoever would be effective only if the next National Assembly is in position after the 1st week of October, 1993, for the present Government has no constitutional powers to impose agricultural tax. Therefore, the House may explore all posibility as well as prons and cons of that very complex phenomena.

Mr. Presiding Officer: Syed Faseih Iqbal

Syed Faseih Iqbal: Sir, I am moving a motion under Rule 194

The House may discuss the recent steps taken by the government to control its economy.

Mr. Presiding Officer: Minister for Parliamentary Affairs.

Mr. Justice (Retd) Abdul Shakurul Salam: The Minister concerned i.e., the Minister for Finance is not here and leave of the House has been obtained on his behalf. Therefore, I request that this motion may be taken up at the time when the Finance Minister is present

Mr. Presiding Officer: I think the sense of the House is that the members of the Cabinet who have collective responsibility they are in sufficient number here, any one of you can take the notes and the Finance Minister can be apprised of the views of the members and then he can take part whenever he is free to come to the House.

پروفیسر خورشید احمد، جناب میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے اس کے لئے تو ضروری ہے کہ وزیر موجود ہو یا اگر اس نے leave لے لی ہے لیکن جہاں تک قاعدہ 194 کا تعلق ہے اس کا کوئی تعلق وزیر صاحب کی موجودگی سے نہیں ہے اور قاعدہ 194 کے تحت یہ اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر، بے شک ٹھیک ہے۔

So, we proceed with the motion.

جو ممبرز اس issue کے اوپر بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام دے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد، آپ کو قاعدہ 236 کے تحت اس موشن کو put کرنا پڑے گا۔

Mr. Presiding Officer: I have already taken the sense of the House.

Prof. Khurshid Ahmed: But you will have to put it formally.

Mr. Presiding Officer: I put it before the House. Would you like to proceed with it?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: So, it is carried.

مولانا سمیع الحق، جناب میری بھی ایک گزارش ہے کہ میری بھی ایک تحریک ہے اس کو بھی اس کے ساتھ لے لیں۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر، وہ کدھر ہے؟

مولانا سمیع الحق، جناب میں نے کل باقاعدہ سینٹ سیکریٹریٹ کو بھیجی ہے ان سے کہیں کہ میری تحریک نکال لائیں۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر، ویسے یہ ہے کہ اس قسم کی تحریک کے اوپر اگر آپ نے موشن نہ بھی دیا ہو تو آپ حصہ لے سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق، لیکن میں باضابطہ move کرنا چاہتا ہوں اور میں نے یہ فیکس کے ذریعے بھیجی تھی یہ تقریباً شام کو 4 بجے فیکس پر بھیجی تھی۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر، جی آپ پڑھ دیں۔

مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین! میں تحریک کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے پاکستان کے قومی پریس روزنامہ جنگ، پاکستان، دی نیوز، نوائے وقت، جسارت، انتخاب وغیرہ کے مطابق موجودہ نگران حکومت نے تیل کی قیمتوں میں دس فیصد اضافہ کر دیا ہے جس سے نہ صرف خوردنی اور نقل و حمل کے کرایوں میں اضافہ ہوا اس کے علاوہ گھی آٹا اور تیل کی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کر کے موجود نگران حکومت نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے اور اس ضمن میں ایوان بالا کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا انتہائی اہم اور عوامی اہمیت کے اس مسئلے پر فوری طور پر بحث کی جائے۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر، شکریہ۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اس وقت ملک کے ایک اہم ترین مسئلے پر بحث و گفتگو کا آغاز کر رہا ہے اور ہم سب آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے اس معاملے پر سینیٹرز کے ساتھ تعاون کیا اور ایک بروقت بحث کے آغاز کا موقع دیا۔

جناب والا! سب سے پہلی بات جو ہم سب کے سامنے رہنی چاہئے اور جو بڑی بنیادی بات ہے اور اس کے بڑے دور رس اثرات ہیں، وہ یہ ہے کہ نگران حکومت دستور کے تحت صرف یہ

کہ ایک عارضی حکومت ہے بلکہ یہ پورے سیاسی عمل کو جو دستور میں رکھا گیا ہے نظر انداز کر کے بنائی جاتی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جمہوریت کی روح یہ ہے کہ صرف منتخب افراد اقتدار کی ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں اور اس لئے دستور میں یہ بات طے ہے کہ ملک کا وزیر اعظم صرف براہ راست قومی اسمبلی سے منتخب ہو سکتا ہے ' سینٹ سے بھی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شخص منتخب ممبر نہ ہو اور اس پر ذمہ داری ڈالی جائے تو وہ ملک کے اقتدار کو سنبھالنے اور زمام کار کو چلانے کی ذمہ داری قبول کر سکتا ہے اس لئے کہ اسے ایک مدت کے اندر منتخب ہونا پڑتا ہے ' نگران حکومت کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں ہے چاہے منتخب ہوں ' چاہے منتخب نہ ہوں ' ملک میں ہوں ' ملک سے باہر ہوں اس کا نام آپ کی ووٹرز کی فہرست میں ہو ووٹرز لسٹ میں نہ ہو پاکستانی پاسپورٹ اس کے پاس ہو ' نہ ہو ' ان ساری باتوں کو نظر انداز کر کے جس کو چاہیں آپ نگران وزیر اعظم بنا سکتے ہیں ' نگران وزیر بنا سکتے ہیں ۔ تو معلوم ہوا کہ نگران حکومت جو ہے آپ کا عمومی ڈھانچہ ہے اس سے ایک departure ہے اور یہ departure صرف کسی متعین مقصد کے لئے ہے اور محدود اختیارات کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ غیر محدود اختیارات کے ساتھ جو normal حکومت کے اختیارات ہیں جو ذمہ داریاں ہیں وہ یہ اپنے اوپر نہیں لے سکتی ' اسی لئے اس کے لئے وقت مقرر ہے کہ 90 دن کے اندر اندر انتخابات ہونے ہیں اور صرف اس مدت تک کے لئے جب تک کہ نئی اسمبلی آ کر اپنی ذمہ داری سنبھال نہیں لیتی یہ اختیارات استعمال نہیں کر سکتے ان کی بنیادی ذمہ داری دراصل انتخابات کرانا ہے پھر ملک میں آپ یہ بھی سامنے رکھیں کہ اس مرتبہ تو ایک خاص پس منظر تھا کہ جس میں ایک مصنوعی بحران پیدا کیا گیا اور اس مصنوعی بحران سے فی الحقیقت ملک کی معیشت متاثر ہوئی ' ملک کی سیاست متاثر ہوئی ' ملک کے دستوری ادارے متاثر ہوئے حتی کہ وہ لوگ چاہے کتنے ہی دعوے کریں کہ ہم نے تو اپنی مرضی سے استعفے دیئے ہیں کہ کسی اور کی مداخلت کے بغیر صدر اور وزیر اعظم مستعفی ہوئے ان مخصوص حالات کے اندر یہ بات بالکل واضح ہونی چاہئے کہ نگران حکومت کی صرف دو ذمہ داریاں ہیں پہلی چیز یہ کہ انتخابات کرانا اور دوسری چیز یہ کہ اس عارضی وقت میں day to day affairs کی دیکھ بھال کرنا وہ آسمان سے اس لئے نازل نہیں ہوئے کہ ملک کو کوئی نیا نظام دیں ' کوئی نئی مالیات دیں ' کوئی نئے economic structure دیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نگران حکومت اپنی دستوری ' قانونی ' سیاسی اور اخلاقی دائرہ کار سے برابر باہر جا رہی ہے اور وہ اپنے طور پر ایسی اصلاحات ' ایسی تبدیلیاں یہاں کرنا چاہتی ہے وہ صحیح ہیں یا غلط یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور میں اس پر بھی آؤں گا لیکن میری نگاہ میں پہلا مسئلہ اس ملک میں اگر سیاسی روایات ' دستور کو ' جمہوریت کو ' عوام کی خواہشات کو اور ان کے مطابق

نظام حکومت بنتا تو نگران حکومت کو اپنی حدود کے اندر رہنا ہو گا اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ان حدود کو برابر پامال کر رہی ہے اور اس سے دور جا رہی ہے۔

اس پہلو سے جناب والا ! یہ بات کہ ملک میں کس نئے معاشی نظام کی ضرورت ہے اس پر غور و بحث کی ضرورت ہے دروازہ کھلا ہو ہے اس سے پہلے بھی موجودہ نگران وزیر اعظم صاحب دو سال پہلے جب پاکستان تشریف لائے تھے اور انہوں نے University of Management Sciences میں ایک تقریر کی ' اپنے خیالات کا اظہار کیا انہیں حق ہے اس بات کا ' آج بھی انہیں حق ہے ' انہیں یہ بھی حق ہے کہ وہ اس ایوان میں آئیں اور یہاں مستقبل کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں ' debate کروائیں قوم کے اندر لیکن یہ اختیار انہیں حاصل نہیں ہے کہ وہ arbitrary انداز میں اس ملک میں ایسی بنیادی' مالیاتی اور structural تبدیلیاں کرے جو صرف ایک منتخب حکومت ہی کر سکتی ہے ' کسی اور کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

جناب والا ! میں بہت صاف الفاظ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ قومی اخبارات نے جہاں ان کے package کے کچھ پہلوؤں پر پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور میں بھی جیسا کہ بعد میں عرض کروں گا اس کے چند پہلو ایسے ہیں جو میری نگاہ میں پسندیدہ ہیں لیکن ان پر قومی بحث اور اس بحث کے بعد فیصلہ یہ بالکل الگ چیز ہے لیکن جو بات کہی جا رہی ہے کہ نگران حکومت کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہے اور اس زمانے میں ہم ایسی بنیادی تبدیلیاں کر دیں کہ جو منتخب حکومتیں نہیں کر سکتیں ۔ جناب والا ! یہ بڑی خطرناک دلیل ہے ۔ ڈان اخبار اور چند دوسرے اخبارات کے مطابق خود وزیراعظم کی تقریر کے اندر یہ بات موجود ہے کہ ہم ایسے تلخ فیصلے کرنے کو تیار ہیں ' ہم ایسی hard crisis کے اوپر جانے کو تیار ہیں جو عام حالات میں جمہوری حکومت نہیں کرتی۔

جناب والا ! آپ غور فرمائیں اس کے کیا معنیٰ ہیں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس ملک میں یا جمہوریت کے اندر صحیح معاشی فیصلے نہیں کئے جا سکتے اس کے لئے آمریت کی ضرورت ہے ۔ اس کے لئے arbitrary government کی ضرورت ہے ۔ اس کے لئے ایسی گورنمنٹ کی ضرورت ہے جو عوام کے سامنے جواب دہ نہ ہو ' جو پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ نہ ہو۔ جس پر کوئی احتساب نہ کیا جا سکے۔ اگر ہم اس دلیل کو مان لیں تو پھر آپ کو دستور کو بھی لپیٹ دینا پڑے گا ۔ پھر آپ کو جمہوریت کو بھی لپیٹ دینا پڑے گا ۔ پھر تو آپ کسی بادشاہت اور آمریت کی طرف جائیں گے تو اس لئے یہ سنگین مسئلہ ہے کہ نگران حکومت ان دستوری حدود سے متجاوز ہو نہ اسے

رہا چاہتے اور نہ ہم اسے کرنے دیں گے۔ قومی بحث ضرور ہونی چاہیے دلیل سے بات لائیے ہم آپ کو دلیل سے جواب دیں گے لیکن کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس ملک پر ایک آمرانہ نظام، arbitrary power لائے اور پھر دلیل بھی یہ لائے کہ جمہوری ادارے اور دستوری ادارے یہ کام نہیں کر سکتے۔ اگر جناب والا! یہی بات ہے تو پھر میں یہ بھی کہوں کہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بڑی سے بڑی نگران حکومت بھی، بڑی سے بڑی تبدیلی کوئی کر دے لیکن وہ تبدیلی باقی نہیں رہ سکتی جب تک کہ منتخب پارلیمنٹ اس کی تائید نہ کرے، اس کی توثیق نہ کرے۔ اگر آج آپ ایک مشورہ اور ایک وعظ کی ہے لیکن اگر اس کے پیچھے آپ ایک قانون بھی بنا دیں اور Ordinance بھی لے آئیں تو اس Ordinance کی عمر بھی چار مہینے ہو گی۔ کوئی تبدیلی اس Ordinance کے بنیاد پر نہیں لائی جا سکتی۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ نگران حکومت کو 90 دن کی حکومت ہاتھ آ گئی اور اب وہ یہ اختیار رکھتی ہے اور وہ مجاز ہے اس بات کی کہ جس چیز کو چاہے اختیار کرے جس چیز کی چاہے تخیر اختیار کر پالیسی دے، جو structural تبدیلی چاہے وہ یہاں پر لے آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا! یہ دروازہ آپ نے کھولا تو یہ اس ملک کے لئے بڑا خطرناک ہے اور ایک Caretaker Government کو سوچنا چاہئے کہ اگر وہ ایک legal government اور legitimate government ہے تو اس کے یہ فیصلے legitimate نہیں۔ یہ فیصلے جو ہیں یہ legality ان کو حاصل نہیں۔

میرا پہلا پوائنٹ جناب والا! یہ ہے کہ یہ کتنا بڑا کام ہوا ہے اگر ہم نے اس کو چیک نہ کیا اس پر ہم نے قومی بحث نہ کی اور اس کے اوپر ہم نے عوام کی اور ملک کی رائے کا اظہار نہ کیا تو ہم قومی طور پر مجرم ہوں گے۔ جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو پیکیج آیا ہے اس پیکج کے تین حصے ہیں اس کے اندر ایک comprehensive package ہے جو تین دن پہلے والی تقریر کے اندر پیش کیا گیا ہے جس میں کہ چار نکات کے تحت وزیر اعظم صاحب نے مرتب کیا ہے یہ پورا package مل کر ان کا نیا economic vision نیا economic programme بنتا ہے۔ جناب والا! اگر آپ اس کا بغور مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ دراصل وہ ایک نیا بجٹ ہے وہ محض معاشی خیالات کا اظہار نہیں کر رہے بلکہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کے نتیجے کے طور پر تقریباً سات ارب روپے کا revenue effect ہو رہا ہے اس کے نتیجے کے طور پر ملک میں prices, cost of living, cost of production جس کے اثرات آپ کے export, import, industrialization ہر چیز پر پڑے گی۔

دراصل ایک نیا بجٹ ہے اور بجٹ کے بارے میں جناب والا! آپ اس امر سے واقف

ہیں کہ عوام نے صدیوں کی جنگ کے بعد بادشاہوں سے یہ اختیار چھینا کہ no taxation without legislation اس اصول کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ بادشاہت کے نظام میں تو taxation کا حق بادشاہ کو ہوتا ہے کہ وہ آپ arbitrary power کا نمائندہ ہے لیکن جمہوری نظام کے اندر کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کوئی ٹیکس لگا سکے۔ عوام کی جیب سے ان کی مرضی کے بغیر کوئی پیسہ نکال سکے اور اس کا راستہ legislation ہے اس لئے جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ فنانس بجٹ کے بعد ایک فنانس بل ہوتا ہے اور جب تک فنانس بل نہ پاس ہو جائے اس وقت تک بجٹ enforce نہیں ہو سکتا اور اس کی بنیادی دلیل ہی یہی ہے کہ آپ پارلیمنٹ کی sanction لئے بغیر کوئی taxation نہیں کر سکتے ہیں اور وہ چیزیں کہ جن سے عوام کی privileges and power متاثر ہو رہی ہے ان کا جو economic basic contribution متاثر ہو رہا ہو آپ یہ اقدام نہیں کر سکتے۔ تو دراصل جو کچھ بھی کیا گیا ہے یہ جو آپ کا traditional بجٹ جون میں پاس ہوا اس کے بعد یہ نمبر 2 کا بجٹ ہے اور اس بجٹ کا اختیار کسی کو حاصل نہیں۔ تو اس طرح جیسے ایک نیا بجٹ آپ نے ملک کو دیا ہے اور یہ بجٹ اس طرح دیا کہ بجٹ کو پاس کرنے کا، بجٹ کو discuss کرنے کا جو طریقہ دستور میں طے کر دیا گیا ہے اور فنانس بل کے لئے جو طریقہ طے کیا گیا اس سے آپ نے deviate کیا ہے۔ پھر جناب والا! صرف ایک بجٹ کی نہیں اس لئے کہ budget horizon تو ایک سال کا ہوتا ہے۔ لطف کی بات ہے اس میں تو تین سال سے لے کر 10 سال تک کا ایک پورا perspective plan موجود ہے اس میں وہ اصلاحات بھی کی جا رہی ہیں جن کا آغاز ایک سال کے بعد ہو گا حالانکہ اس حکومت کی مدت عمر جو ہے وہ 60 دن باقی رہ گئی ہے کچھ سکیمیں ایسی ہیں جو ایک سال سے تین سال میں پوری ہوں گی، کچھ ایسی ہیں جو دس سال میں پوری ہوں گی تو اس طرح گویا انہوں نے ایک نیا perspective plan یا کم از کم اس کا خلاصہ دے دیا ہے اور یہ budgeting اور planning کے اصول کے خلاف ہے۔

جناب والا! اس کے بعد اگلی بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور یہ بڑی نازک بات ہے لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی کہیں۔ کسی بھی ملک کی سیاسی آزادی اس کی معاشی آزادی کے بغیر ناممکن ہے اور اگر کسی ملک کی معاشی آزادی پر شبخون مارا جا رہا ہو economic decision making عوام، عوام کے نمائندے اور ملک کی مصالحت سے ہٹ کر اس نقطہ نظر سے کئے جائیں کہ ہمیں کس طرح creditors ہیں الاقوامی lenders یعنی ورلڈ بنک، آئی ایم ایف، کنسوشیم ممالک واشنگٹن میں بیٹھے ہوئے پالیسی میکرز کو کس طرح ہم appease کر سکیں، کس طرح ہم ان کی خوشنودی حاصل کر سکیں، کس طرح ہم ان کی شرائط کو پورا کریں اور

س طرح ہم زیادہ سے زیادہ قرضے حاصل کر لیں تو جناب والا ! یہ دراصل ملک کی معیشت کو mortgage کرنے سے بھی زیادہ خطرناک چیز ہے - یہ حقیقت میں ہماری decision making کو اسلام آباد منتقل کرنا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کہ جن چیزوں کو ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف عام حالات میں قبول نہ کروا سکا اور جناب والا ! مجھے آپ اجازت دیں اور معاشیات کے ایک ادنیٰ طالبعلم کی حیثیت سے میں شاید کچھ ذمہ داری سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ آئی ایم ایف ورلڈ بنک کے conditionalities جو ہیں یہ بڑی متنازعہ چیز ہے اس کے بارے میں ورلڈ بنک نے، آئی ایم ایف نے دنیا کے مختلف ممالک کو مختلف طرح سے مجبور کیا لیکن جو نتائج اس کے نکلے ہیں وہ اتنے خوش آئند نہیں ہیں اور آج اس کے بارے میں ایک نہیں دسیوں international reports، کمیشن کی reports ، سکالرز کی study موجود ہیں IMF کے conditionalities افریقہ کے ممالک میں latin America کے ممالک میں بحیثیت مجموعی ناکام رہی ہے اور کوئی ایک نمونہ ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جہاں آئی ایم ایف کی conditionalities کی بناء پر prosperity آئی ہو economic development حاصل ہو۔ وہ ممالک subsidize ہوا ہو۔ ہمیں دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ اس package کے اندر بنیادی بات یہ نہیں ہے کہ ملک کی حقیقی ضروریات کیا ہیں ہم یہ توقع رکھتے تھے اپنے وزیر اعظم سے جو ماہر معاشیات ہیں اور otherwise اپنے مضمون پر ان کو بڑی دسترس حاصل ہے ہم ان کی نجی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمیں یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ اس پورے package کا رخ اس طرف نہیں ہے کہ اس ملک کی معاشی ترقی اور اس ملک کی معاشی ضروریات کس بات کا تقاضا کرتی ہے اس ملک میں بے روزگاری کا مسئلہ ہے اس ملک میں غربت ہے اس ملک میں development strategy کی خامیاں رہی ہیں انہیں کیسے دور کیا جائے گا بلکہ ہمیں نظر آتا ہے کہ development strategy کا وہ رخ جس میں آپ کی معاشی development بیرونی قرضوں پر منحصر ہو اور جس کی وجہ سے آج ملک اس crisis میں مبتلا ہے کہ آپ تقریباً 28 بلین ڈالر کے مقروض ہیں internatinally اگر pipeline loan بھی شامل کر لئے جائیں اور domestical 601 billion روپے کا قرضہ اس ملک پر ہے - تقریباً 1300 بلین روپے کا یہ ملک مقروض ہے اس کا صرف سود 75 یا ساڑھے 75 ارب روپے سالانہ آپ کو ادا کرنا پڑ رہا ہے اور جس بجٹ پر اتنا بڑا رہن موجود ہو وہ بجٹ کبھی بھی revivalist نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ defence اور interest کے بعد آپ کے پاس بچتا ہی نہیں ہے کہ آپ اس ملک میں معاشی ترقی کے لئے کچھ خرچ کر سکیں - یہی وجہ وہ strategy ہے جس سے ہمیں نجات پانی ہے لیکن اس package کا رخ سارے کا سارا یہ ہے کہ کسی طرح ہم اپنے creditors اور bankers کو

appease کر دیں اس کی شرائط کو مان لیں وہ ان باتوں پر اصرار کرتے ہیں ان کو ہم یہاں لے آئیں جس چیز کو وہ users cost کہتے ہیں جو بڑا ایک خوبصورت لفظ ہے لیکن در اصل اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ملک پر جو public utilities ہیں ان public utilities کو عوام کی ضروریات اور استطاعت کی روشنی میں نہیں بلکہ جو تصورات ownership کے بارے میں privatization کے بارے میں مغربی اقوام کے ہیں اس کی روشنی میں کام چلائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ subsidy دیتا ہے agriculture کے اوپر امریکہ protection دیتا ہے اپنی industry کو دو سو سال کے industrialization کے بعد وہ کوئی مقرر کرتا ہے پاکستان جیسے under developed ممالک کے لئے کہ یہاں کی مصنوعات کی جو ایکسپورٹ ہے وہ امریکہ کی ٹیکسٹائل انڈسٹری اور کامرس انڈسٹری کے لئے threat ہیں۔ Fuoropean Economic Community کی پوری Foreign Policy کس چیز پر مبنی ہے protection کے اوپر یوروگوئے settlement کو آج تک enforce نہیں کیا گیا GATT تیس سال سے چلا چلا کر تھک گئی ہے لیکن اس کے تصور کو نہیں مانا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ import liberalize کرو subsidy ختم کرو۔ agriculture چاہے خاک میں جائے جو بھی مسائل پیدا ہوں قیمتیں بڑھیں، عوام تکلیف اٹھائیں، وہ فسادات کرنے لگیں revolts دیں اور revolts ہوئیں لیکن import liberalize کرو۔

جناب والا! اس کا اصل رخ آئی ایم ایف، ورلڈ بنک کو appease کرنا ہے اور آپ نے دیکھا کہ اعلان کے فوراً بعد سرٹیفکیٹ بھی آنا شروع ہو گئے ہیں آئی ایم ایف سے بھی سرٹیفکیٹ آ گیا۔ امریکی سفیر نے بھی سرٹیفکیٹ دے دیا۔ اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بھی بغلیں بجانا شروع کر دیں۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا اب پاکستان خدانخواستہ اس مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں ایک دیوالیہ کمپنی بنک کے ہاتھوں مجبور ہو جاتی ہے کہ اس کے اوپر receiver مقرر کیا جائے liquidator مقرر کیا جائے اور کیا ہم اس مقام پر ہیں کہ ورلڈ بنک نے کیئر ٹیکر گورنمنٹ کی شکل میں ہمارے اوپر یہ receiver مقرر کئے ہیں اس ملک کی economic independence, economic decision making کو یہاں ہونا چاہئے، اس کے فیصلے یہاں ہونے چاہئیں نہ کہ دوسروں کی مرضی پر اور محض زیادہ سے زیادہ loan حاصل کرنے کے لئے، اس لئے کہ ساری کوشش یہ ہے کہ کسی طرح کنسورشیم سے، کسی طرح ورلڈ بنک سے ہم کو پیسہ مل جائے۔

جناب عالی! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہے self reliance اور عزت نفس جس پر کہ یہ ملک قائم ہے اور اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ بات عرض کروں گا کہ self reliance کمیٹی بھی

کچھ عرصہ پہلے یہاں ہی تھی سکے اس کا چیئرمین بنایا گیا تھا ۔ self reliance کمیشن نے 3 مہینے میں حکومت کو ایک مربوط پروگرام دیا کہ کس طرح ہم direct based strategy سے ایک متبادل strategy کی طرف جا سکتے ہیں جہاں ہماری dependence بیرونی ممالک پر کم ہو اور ہم فی الحقیقت اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ لیکن 6 گھنٹے کی presentation سابق وزیراعظم اور ان کی پوری اکنامک ٹیم نے سنی اور اس کے بعد سب کچھ ان سنی کر دی۔

جناب عالی! اس پیکیج میں ہم کو وہ چیزیں نظر آ رہی ہیں اور ہمیں دکھ ہوتا ہے اس بات کا کہ نہ صرف کیئر ٹیکر گورنمنٹ بلکہ سابق دو وزیر اعظم جناب میاں نواز شریف صاحب بھی اور محترمہ بے نظیر صاحبہ بھی ' دونوں کو اس پیکیج کے اعلان سے پہلے confidence میں لیا گیا ہے ' مشورہ ہوا ہے اور کل وزیر اعظم نے جو بات کراچی میں کہی' اس میں انہوں نے صاف اعتراف کیا ہے کہ میں نے ان کے سامنے اپنے پروگرام کو رکھا اور انہوں نے اس کے اوپر اعتراض نہیں کیا۔ تو نظر یہ آ رہا ہے کہ دونوں بڑی پارٹیاں اور کیئر ٹیکر گورنمنٹ امریکہ کے dictate کئے ہوئے معاشی پروگرام کو قبول کر چکی ہیں اور ہماری یہ سیاسی لیڈر شپ بھی use کر رہی ہے شاید کیئر ٹیکر گورنمنٹ کو ایسے اقدامات کرانے کے لئے جس کی وہ مجاز نہیں ہے اور جس کو بالکل بھی justify نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا! یہ تیسرا بڑا اعتراض ہے میرا اس کے اوپر ۔

اس کے بعد میں چاہتا ہوں جناب والا! کہ آپ خود ان اصلاحات کی طرف آئیں کہ فی الحقیقت وہ ہیں کیا' ان کی کیا implications ہو گی۔ ان میں سب سے پہلی چیز devaluation ہے ۔ بلا شبہ پاکستانی روپے کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹ میں برابر کم ہو رہی ہے ۔ ہمارے ہاں جو نظام ہے وہ free float کا نہیں بلکہ وہ نظام ہے جسے معاشیات کی اصطلاح میں ہم managed float کہتے ہیں اور جس میں financial authority کو اس بات کا اختیار حاصل رہتا ہے کہ وہ مختلف عوامل کو لے کر کے ' جن میں سے بہت سے جو ہیں وہ secret رکھے جاتے ہیں ۔ خاص طور پر basket وہ وقتاً فوقتاً exchange ہوتے رہتے ہیں ۔ اس وقت جناب والا! یہ ہوا ہے کہ پچھلے 8 مہینوں میں تقریباً 16 فیصدی devaluation ہوا ہے جس میں 6 فیصدی کیئر ٹیکر کے آنے سے پہلے اور 10 فیصدی کیئر ٹیکر کے آنے کے بعد ہوا ہے ۔ مجھے اعتراف ہے اس بات کا جناب والا! کہ ہماری balance of payment situation خراب ہے ۔ ہماری reserve position خراب ہے اور اس کے بہت سارے اسباب ہیں ' میں اس وقت ان میں نہیں جا رہا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت trade gap جو پیدا ہوا ہے اور یہ trade gap تقریباً 3 بلین ڈالر کا ہے ' جس کو excuse بنا کر devalue کیا ہے ۔ جناب والا! حقائق یہ ہیں کہ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے آپ

کی کاٹن کی اور چاول کی پیداوار متاثر ہوئی اور اس کے نتیجے کے طور پر ان کی ایکسپورٹ پر جو short fall ہوا یہ آپ کے main export earners ہیں وہ تقریباً 450 ملین ڈالر تھا ۔ آپ نے پہلی ٹیکسی اور اس سے متعلقہ transport vehicle کی import آزاد کی، duties کی معافی دی اور ایک خاص طریقے سے اس کو promote کیا ۔ ان self-employment principles کی بنیاد پر روزگار فراہم کرنے کی سکیموں کا میں قائل ہوں۔ اس سے پہلے اس کو بارہا لکھا ہے ۔ ایوان میں بھی اور اس کے باہر بھی میرے جریدے موجود ہیں ۔ دفتر میں بھی موجود ہیں لیکن جس انداز میں پوری سکیم چلائی گئی اور اس میں صرف حقدار ہی نہیں بلکہ vested interest نے جس طرح سے فائدہ اٹھایا، محض سوزوکی ہی نہیں بلکہ مرسیڈیز بھی آئی۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس کی وجہ سے آپ کی امپورٹس تقریباً 940 ملین ڈالر بڑھی۔ تو یہ جو تین بلین ڈالر کا gap پڑا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ 450 ملین کی آپ ایکسپورٹ نہیں کر سکے اور 940 ملین کی آپ نے وہ امپورٹس کیں جو normally آپ کے اکاؤنٹ میں نہیں آئی تھیں ۔ نتیجتاً تقریباً ڈیڑھ بلین کا extraordinary خسارہ واقع ہوا ۔ یہ بالکل special situation ہے ۔ اس special situation کو اگر آپ devaluation سے beat کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خالص معاشی اعتبار سے بھی یہ بڑی bad پالیسی ہے ۔ اس لئے کہ devaluation کے لئے آپ کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ آپ کی جو مصنوعات ہیں ان کی elasticity of export کیا ہے ۔ آپ کتنا ان کی پیداوار میں اضافہ کر سکتے ہیں اور international market کتنا اس کو قبول کر سکتی ہے آپ کو یہ دیکھنا ہو گا کہ بحیثیت مجموعی آپ کے جو competitors ہیں اور international market میں ان چیزوں کی جو demand situation ہے حالانکہ decisively دو چار ہیں ۔ ان حالات کے اندر کیا فی الحقیقت اس بات کا امکان ہے کہ آپ ایکسپورٹ کو اتنا بڑھا لیں کہ devaluation کی بناء پر جو نقصانات ہیں وہ بھی cover ہو جائیں اور اس کے بعد پھر آپ کچھ فوائد حاصل کر سکیں۔ میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ جو studies میری نگاہ سے گزری ہیں ان کی بنیاد پر technically کوئی justification نہیں ہے پھر عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف آپ نے devalue کیا اور اس امید پر کیا کہ اس طرح ایکسپورٹ پروموشن ہو گی۔ لیکن ساتھ ہی آپ نے credit ceiling بدل دی۔ آپ نے export پر جو mark up تھا تین فیصد ، وہ آپ نے بڑھا دیا۔ 8 فیصد سے 11 فیصد کر دیا ۔ آپ اس بات کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ industrialization کی ترقی کے لئے ملک میں investment کو بڑھانے کے لئے ، ملک میں روزگار پیدا کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ کم شرح سود پر ، حالانکہ میں سود کا اصولاً مخالف ہوں ، لیکن یہاں میں technically بات کر رہا

ہوں وہ یہ کہ interest rate جب تک آپ کم نہیں کریں گے آپ investment provide نہیں کر سکیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جرمن ' انگلستان' امریکہ' جاپان سارے ممالک اس سے نکلنے کے لئے مسلسل اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ interest rate کو نیچے لائیں اور investment کو promote کرنے کی کوشش کریں - ہمارے ہاں معاملہ یہ ہے کہ اس وقت 18 سے 22 فیصدی interest rate actual ہے - اس interest rate کے اوپر آپ healthy prosperous economy کیسے پیدا کر سکتے ہیں اور پھر export میں آپ نے جو ریٹ اس کا ' اس کو 8 سے بڑھا کر 11 کر دیا۔ تو ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ devaluation support بڑھے گی اور دوسری طرف آپ نے credit ceiling لگا کر کے ' cash demand بڑھا کر کے rate of mark up بڑھا کر کے گویا اس کا دروازہ بند کر دیا یہ کیسی contradictions ہیں ؟

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ devaluation کی وجہ سے آپ کی imports جو مہنگی نہیں ہوتیں آپ کو یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ imports میں choice کتنا ہے۔ اگر آپ مجبور ہیں کہ oil منگوائیں ' اگر آپ مجبور ہیں کہ oil seed آپ منگوائیں ' اگر آپ مجبور ہیں کہ مشینری منگوائیں ' اگر آپ مجبور ہیں کہ spares منگوائیں ' اگر آپ مجبور ہیں کہ raw material منگوائیں - choice ہے کہاں تو یہ imports ہوں گی ' اس میں آپ کہاں تک curtail کر سکیں گے لیکن آپ ساری imports کو مہنگا بنا دیں گے جس کے معنی یہ ہیں کہ cost of production بڑھے گی ' جس کے معنی یہ ہیں کہ کل کا industrialization متاثر ہو گا' جس کے معنی یہ ہیں کہ international competitiveness آپ کی مجروح ہو گی - اس لئے کہ اگر cost of production بڑھتی ہے آپ کے ملک میں inflation ہوتا ہے تو پھر internatinal competitiveness آپ کی جو ہے وہ نہ صرف یہ کہ devaluation سے اور بھی خراب ہو جائے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ disadvantage پوزیشن میں ہوں آپ۔

میں سمجھتا ہوں جناب والا! یہ فیصلہ عاجلانہ فیصلہ رہا ہے - اس فیصلہ سے وقتی مسائل کا structural حل نکالنے کی کوشش کی گئی ہے ' جو صحیح نہیں۔ پھر اس کے بعد صرف اسی پر قناعت نہیں کی گئی بلکہ اس devaluation کے نتیجے میں ملک میں inflation تو پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا - آئل کی قیمتیں اس کا پہلا تقاضا تھیں - اس لئے کہ آپ جیسے ہی oil منگواتے ہیں نئی imported price کے اوپر تو آپ کو اسے بڑھانا پڑ جاتا ہے - لیکن اس سے متضاد یہ نئی پالیسی ہے کہ جس نے users چارجز کو بڑھا کر' جس میں subsidies کو ختم کر کے' جس میں wheat کی قیمت بڑھا کر' آئل کی بھی قیمت بڑھا کر' دس فیصد oil petroleum products کی قیمت

بڑھا کر، پندرہ فیصد گیس اور اس قسم کی چیزوں کی قیمتیں بڑھا کر، بجلی کی قیمت بڑھا کر ، آپ نے ایک عام آدمی کے لئے زندگی گزارنا اجیرن بنا دیا ۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت بھی آپ کا rate of inflation 11 per cent ہے لیکن میں پورے ادب سے عرض کروں گا اور محترم وزیر خزانہ on the record ہے کہ انہوں نے inflation rate 10% سے 15% کیا جس کے معنی یہ ہیں تب وہ یہ مانتے ہیں کہ جس میں 15 فیصد rate of inflation ہو لیکن میں اس سے آگے بڑھوں گا اور میں یہ کہوں گا کہ ہمارے ہاں جو اسکی indications ہیں اور یہ بات ہم نے بار بار کہی ہے اور سابقہ Finance Minister نے admit کیا ہے اس بات کو کہ حقیقی inflation rate کو وہ reflect نہیں کرتا ۔ میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ ہم جس مقام پر آج کھڑے ہیں اس کا لازمی نتیجہ کم از کم 20 فیصدی rate of inflation ہو اور ہو سکتا ہے کہ 25 فیصدی ہو گئی statements ہمارے سامنے آ چکے ہیں کہ devaluation of price rise oil. کے بڑھنے سے تقریباً 40 فیصد تک cost of electricity, gas, transportation charges production میں اضافے کا خطرہ ہے اگر آپ یہ دیکھیں کہ monetary assets ماضی میں کتنے بڑھے تو آپ یہ دیکھیں گے کہ 89-1988 سے لے کر اس وقت تک proper monetary assets expansion اور خاص طور پر 92-1991 میں تقریباً 26 فیصدی monetary expansion ہوا ہے اور 93-1992 میں 9 مہینے کا 10 فیصدی monetary expansion ہے۔

جناب والا! معاشیات کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ time lag کے ساتھ monetary expansion کا نتیجہ inflation ہوتا ہے monetary expansion, devaluation اور پھر ان قیمتوں میں اضافہ صرف ان تین کو آپ لے لیں تو ان کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں افراط زر رونما ہو گا لوگوں کی قیمت خرید کی قوت کم ہو گی اور اس سے ساری آبادی متاثر ہو گی ایک دو فیصد جو برداشت کر سکتے ہیں ان کی خاطر آپ ملک کی 95فیصد آبادی کو penalize کر رہے ہیں ۔

خدارا اپنے ان اقدامات کی consequences پر غور کیجئے محض واشنگٹن کو خوش کرنا آپ کا مقصد نہیں ہونا چاہئے ۔ آپ کا مقصد ہونا چاہئے اپنے ملک کے عوام کی خدمت کرنا ۔ ان کے لئے زندگی کو آسان بنانا ان کے لئے ضروریات زندگی کو بڑھانا اور قیمتوں کو مناسب حد کے اندر رکھنا جناب والا! میں national pricing policy کا قائل ہوں میں جانتا ہوں کہ لمبے عرصے کی ترقی کے لئے national pricing policy بے حد ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک just income policy ہونی چاہئے اگر آپ کے پاس ایسی پالیسی نہیں ہے آپ inflation ڈبل کر جاتے ہیں لوگوں کی تنخواہیں تسلی کے لئے 100 روپیہ بڑھا دیتے ہیں تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

مجھے خبر ہے جناب والا ! کہ عوام اٹھ کھڑے ہوں گے یہ مہنگائی ان کو مجبور کرے گی کہ وہ احتجاج کریں سڑکوں پر آئیں مجھے معاف رکھیں اگر میں آپ سے کہوں کہ بڑی مضبوط حکومتیں ہل جاتی ہیں یہ حکومت تو بڑی کمزور حکومت ہے یہ تو دو احتجاج نہیں برداشت کر سکتی دعوے تو کرتی ہے کہ ہم hard decisions کر سکتے ہیں ۔ لیکن یہ صرف ان کی غلط فہمی ہے technocrates اپنے میدان میں بڑے اچھے ہیں لیکن technocrates کو سمجھنا چاہئے کہ حقیقی دنیا کیا ہے اس حقیقی دنیا میں جب تک accountability نہ ہو اور عوام کو ساتھ لے کر نہ چلیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ریگن no tax policy پر جیتا تھا اس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ deficit ختم کر دے گا آٹھ سال کی حکومت کے باوجود بھی وہ deficit budget کو ختم نہیں کر سکا ۔ کلنٹن جس بنیاد پر جیتا تھا پہلے 100 دن میں اس کے حواس اکھڑ گئے تھے تو سیاسی حقائق اپنی جگہ پر اور technocrates کو چاہئے کہ وہ سیاسی حقائق چھپے ہوئے انداز میں نہ کریں۔

جناب والا ! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس پیکج میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جن کی حیثیت محض خیالات محض مشوروں کی ہے مثال کے طور پر بڑے دعوے کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ ہم social action plan کی حوصلہ افزائی کریں گے اور اس کے لئے resources فراہم کریں گے ، لیکن نہیں بتایا گیا کہ کہ اس پروگرام پر اس وقت کیا خرچ ہو رہا ہے آپ کے پاس کتنی رقوم حاصل ہوں گی جو آپ فراہم کریں گے کون سے پراجیکٹ کے مطابق ان پر خرچ کریں گے اس کا کوئی quantitative expansion موجود نہیں ہے ۔

جناب والا ! کہا گیا ہے کہ ہم بڑے بڑے پراجیکٹ کو بند کر رہے ہیں ہمیں نہیں بتایا گیا کہ وہ کون سے پراجیکٹ ہیں ان کی قیمت کیا تھی ان پر کتنا خرچ ہو چکا ہے ان کو مکمل کرنے میں کتنا خرچہ مزید درکار تھا ان کو مکمل کرنے کی کیا cost ہو گی اور ان کو ختم کرنے کی کیا cost ہو گی۔ کوئی بات نہیں کہی گئی یہ plan نہیں ہوا یہ package نہیں ہوا ۔ یہ تو خیالات کا اظہار ہے یہ محض تمنائیں ہیں اس کو آپ economic پروگرام نہیں کہہ سکتے اس کو economic package نہیں کہہ سکتے ۔ اس پہلو سے اس میں خامی ہے ۔

جناب والا ! اس ملک میں agriculture کی ترقی کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہو سکتی اور ہماری 40 فیصد سالانہ ترقی کی بنیادی خرابی یہی ہے کہ ہم نے agriculture کی حقیقی ضروریات کو محسوس نہیں کیا اس کے لئے صحیح plan نہیں بنایا اور اگر commission نے تھوڑا بہت کام کیا تو ان پر کبھی عمل نہیں کیا گیا بلاشبہ agriculture pricing policy بڑی اہم چیز ہے لیکن ہمیں یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس ملک میں غلط pricing policy کی بناء پر agriculturist کو اس

کی پیداوار کی حقیقی قیمت نہیں مل سکی۔ بدقسمتی سے سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام دونوں میں یہ perception رہی ہے کہ argiculture کو finance کرنا چاہئے ' industrialization کو اور ہمارے ہاں عملاً یہی ہوا ہے لیکن اس کی اصلاح کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ملک میں بے روزگاری کو آپ دیکھیں سرکاری اعداد و شمار کی روشنی میں اس وقت تقریباً 28 لاکھ افراد بے روزگار ہیں اور یہ صرف registered labour force کا حصہ ہے جو آپ کی labour کا تقریباً 6.28 فی صد بنتا ہے ۔ اگر اس میں آپ under employment کو concealed employment میں شامل کر لیں تو سرکاری اعداد و شمار کے مطابق unemployment 13 percent بنتا ہے یہ میں بڑے ادب سے عرض کروں گا اور اس معاملے میں ILO کے survey بھی شاید ہیں کہ ملک میں حقیقی unemployment 15 to 20 per cent ہے جس ملک میں 15 تا 20 فیصدی unemployment ہو اس میں آپ employment creation کا وہ راستہ اختیار کرتے ہیں جس میں کئی کئی ملین چاہئے ایک روزگار پیدا کرنے کے لئے آپ کی نئی agriculture development strategy کی cottage industry کی small sector development کی informal sector کی کوئی صورت اختیار نہیں کر سکتی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ ملک مستقل بے روزگاری کا شکار رہے گا اور lawlessness پیدا کرنے میں vices پیدا کرنے میں منشیات کے فروغ میں unemployment رہے گا لیکن جناب والا اس package پر اگر اسے واقعی ہمارے سامنے آنا تھا تو unemployment menace, job creation کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے فی الحقیقت poverty کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں اس کے بارے میں کوئی پروگرام نہیں کوئی vision بھی نہیں کہ کس طرح ہم IMF & World Bank کو appease کریں ان کی خوشنودی حاصل کریں۔

جناب والا! یہ اس ملک کے لئے economic پلاننگ نہیں ہے یہ واشنگٹن میں World Bank کی 42 ویں منزل پر بیٹھ کر تھرڈ ورلڈ کے لئے planning کا ایک نمونہ ہے اور اس سے نہ حالات ماضی میں بدلے ہیں نہ آج بدل سکتے ہیں ۔ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ agriculture income and wealth پر ایک ٹیکس کی تجویز لائی گئی اور میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے جہاں agricultural income tax کی مخالفت کی وہاں اس بات کو ضروری قرار دیا کہ زراعت کے شعبے سے متعلق بڑے بڑے جاگیردار زمیندار افراد پر بھی ٹیکس لازماً ہونا چاہئے ۔ یہ فرق کہ شہری آبادی کے لئے آپ کا معیار ہے اور دیہی کے لئے دوسرا معیار ہے یہ غلط ہے Taxation Committee اسی ہاؤس کی جس کا میں چیئرمین تھا اس کی رپورٹ on record موجود ہے اور ہم نے اس کے لئے ایسے فارمولے بتائے کہ

جس میں ایک معقول صورت اختیار کی جا سکتی ہے لیکن جناب والا! یہاں جو کچھ کیا گیا وہ دستور کے بھی خلاف ہے اور وہ حقیقت پسندی سے بھی مطابقت نہیں رکھتا وہ ایک قسم کا دکھاوے کا کام تو ہو سکتا ہے لیکن کوئی حقیقی تبدیلی اس سے نہیں آ سکتی۔ جناب والا! پہلی بات تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ agriculture ہمارے ملک میں deficit resources میں آپ دیکھیں کہ indirect tax جتنے بھی ہیں شہری آبادی دیہی آبادی سب ادا کرتی ہے اور 85 فیصد آپ کی fiscal آمدنی وہ indirect taxes کے ہیں جس میں کوئی فرق نہیں صرف direct taxes میں فرق آتا ہے۔

یہاں میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک طرف poverty کو دور کرنے کے لئے زکوٰۃ کے نظام کو لائے ہیں اور اس کے مثبت اثرات رونما ہوئے ہیں ان خامیوں کے باوجود ' جو موجود ہیں ' اصلاح طلب ہیں اور جس کے معاملے میں سینٹ کی کمیٹی نے تفصیلی سفارشات پیش کی تھیں لیکن بیک وقت آپ چاہیں کہ ایک آدمی زکوٰۃ بھی دے اور اس پر wealth tax بھی لگائیں ' یہ اسلام کے اصولوں کے مطابق بھی غلط ہے اور یہ اصول taxation کے حساب سے بھی غلط ہے کہ اس طرح آپ ایک ہی wealth کے اوپر double taxation کر دیتے ہیں یہ بات صحیح نہیں ہے۔ آپ نے عشر کا نظام introduce کیا ہے۔ عشر agriculture produce کے اوپر' اور عشر کے ساتھ ساتھ اگر آپ زمین کے اوپر wealth tax لگا دیتے ہیں تو میری نگاہ میں یہ double taxation بھی ہے اور یہ خود عشر کے مقاصد کو defeat کر دے گا۔ ہاں جو لوگ زراعت کے میدان میں دولت مند ہیں اور ان کی تعداد بھی کافی ہے ان کی شان و شوکت ' ان کی پجیرو ' ان کی conspicious consumption سب کے سامنے ہے۔ اس پر ضرور ٹیکس ہونا چاہئے لیکن اس کا طریقہ وہ اختیار کیا جائے جس سے زراعت متاثر نہ ہو ' جس سے corruption نہ بڑھے اور آپ کے انکم ٹیکس کے نظام میں ایک بڑی خرابی' اور یہ ٹیکس کے نظام میں ہی نہیں بلکہ اس انتظامیہ میں ہے جس کے ذریعہ آپ ٹیکس وصول کرتے ہیں اس نے انکم ٹیکس کے نظام کو اور in land revenue کے نظام کو ظلم کا ' کرپشن کا نظام بنا دیا ہے۔ آپ چاہیں کہ کام انکم ٹیکس کے اوپر کریں یا in land revenue کے مطابق کام کریں ' آپ دراصل لوگوں کو ایک نئے عذاب ' ایک نئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں۔

پھر میں یہ بھی بات کروں گا کہ PIU کے بارے میں مجھے اتفاق ہے کہ وہ ایک ایسا measure ہے کہ جس سے ہم equitable taxation کا نظام بنا سکتے ہیں لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اس معاملے میں بھی حد رکھی گئی ہے ' وہ محل نظر ہے اور زراعت کے اوپر جو کچھ کام میں نے

کیا ہے اس کی روشنی میں میرا خیال یہ ہے کہ یہ حد نیچے ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ agricultural taxation یا taxation on income in the agricultural field کے بارے میں ' بجائے اس کے کہ عجلت میں کوئی فیصلہ کیا جائے ' ضرورت ہے کہ اس پر ڈیبیٹ ہو ' ریسرچ ہو - پارلیمنٹ میں discussion ہو اور پھر یہ بھی نہ بھولیئے کہ ہمارے دستور میں agriculture پر taxation کے بارے میں کچھ پابندیاں ہیں ' کچھ limitations ہیں ' مرکزی حکومت ' فیڈرل حکومت یہ کام نہیں کر سکتی - provincial autonomy کو متاثر کئے بغیر یہ بات ممکن نہیں اور کینز ٹیکر گورنمنٹ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ فیڈرل گورنمنٹ ایک پالیسی lay down کرے اور صوبوں کو مجبور کرے کہ وہ ان کی تائید کریں یا اسے مجبوراً قبول کریں - یہ بات اصول کے خلاف ہو گی یہ بات سیاست عامہ کے خلاف ہو گی تو اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک اچھی چیز تھی تو بھی جس طرح لائی گئی ہے ' وہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کو نیشنل ڈیبیٹ کا ذریعہ بنانا چاہئے۔

مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ سٹیٹ بنک کو atonomous ہونا چاہئے - میں نے اس بات کو خود بھی بار بار اپنی رپورٹوں میں کہا ہے لیکن جناب والا ! مجھے اس کے ساتھ ساتھ یہ بات کہنے کی بھی اجازت دیں کہ اس ملک کے مالیاتی نظام کے بگاڑ کا ایک بہت بڑا سبب یہ رہا ہے کہ آپ نے پورے بنکنگ سسٹم کو ' سٹیٹ بنک ' کمرشل بنکوں ' نیشنالائزڈ بنکوں کو ' وزارت خزانہ کے ماتحت رکھا ہے - یہاں پر wire pulling ہوتی ہے اور پورا مالی نظام متاثر ہوتا ہے - بلاشبہ سٹیٹ بنک کی atonomy کی ضرورت ہے اس کے لئے legislation چاہئے ہو گا - اس کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا ہے اس معاملے میں آپ کو معلوم ہے کہ جرمنی کا اور امریکہ کا سنٹرل بنک اپنی atonomy کی بناء پر کس طرح inflation کو روکنے اور اچھی معاشی پالیسیوں کو فروغ دینے میں مثبت کردار ادا کرتا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ Bank of England اپنی چار سو سالہ روایات کو بدل کر اب سنٹرل بنک کی atonomy کی طرف آ رہا ہے یہ ایک اچھی چیز ہے لیکن اس کے ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ آپ کا سٹیٹ بنک قابل اعتماد ہاتھوں میں ہو ' ایسے ہاتھوں میں ہو جو قوم کے سامنے accountable ہوں لیکن حکومت کی wire pulling سے آزاد ہو ان کے چارٹر کو clear ہونا چاہئے کہ ان کے اختیارات کیا ہیں اور ان اختیارات کو استعمال کرنے کا کیا ذریعہ کیا جائے گا - آپ نے تو عملاً یہ کیا ہے کہ آپ نے سٹیٹ بنک کے بعد ایک کمیٹی بنا دی اور اس طرح سے جو کچھ اختیار سٹیٹ بنک کو بنکوں پر حاصل تھا ' وہ بھی مفقود ہو گیا - نہ صرف confusion کا شکار ہوا بلکہ مفقود ہو گیا تو میں اس کے حق میں ہوں لیکن پھر اس کی بھی

ضرورت ہے کہ سٹیٹ بنک کا بورڈ آف گورنر اس طرح constitute کیا جائے کہ وہ man of integrity ہو اور man of competence پر مشتمل ہو اور وہ accountable ہو کسی نہ کسی پارلیمنٹری کمیٹی کے سامنے یہ بات آئے کہ کس کو بنایا جا رہا ہے اس کا پورا ریکارڈ سامنے آئے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ کس background کا ' کہ کس اہلیت کا آدمی' میں کسی فرد کے بارے میں کوئی بات نہیں کہتا ہوں لیکن آج تو عالم یہ ہے کہ جسے دیکھیں آئی ایم ایف سے چلا آ رہا ہے ۔ سٹیٹ بنک کا گورنر ہو وہ بھی دو سال پہلے آئی ایم ایف سے آیا اور کیئر ٹیکر پرائم منسٹر ہو وہ بھی اسی source سے چلا آ رہا ہے ۔ فنانس منسٹری کے لئے جو queue لگی ہوئی ہیں اس میں آئی ایم ایف کی جھلک نظر آ رہی ہے ۔

جناب والا ! اس طرح اگر آپ خود مختاری دیں گے تو اس پر قوم کبھی اعتبار نہیں کرے گی ۔ اتانومی ضرور دیجئے اس کے لئے قانون سازی کیجئے لیکن ساتھ ساتھ جہاں integrity and competence ضروری ہے وہیں accountability بھی ضروری ہے اور parliamentary accountability کا راستہ بنایا جائے تا کہ وزارت خزانہ represent نہ کرے ۔ لیکن وہ قوم کے سامنے جوابدہ ہو ۔ تو اس کے بغیر در اصل وہ چیز نہیں ہو گی ۔

جناب والا ! میں یہ بات بھی آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ expenditure curtail کرنے کے بارے میں بہت سی باتیں آئی ہیں لیکن یہاں پھر vagueness ہے ۔ مجھے توقع تھی کہ ایک economic Prime Minister بنائے گا کہ اس وقت wastage یہ ہے اور اس وقت یہاں یہاں سے میں اتنی رقم save کروں گا تو ہم سمجھتے کہ انہوں نے کوئی کام کیا ہے ۔ ہمیں معلوم ہے کہ اکانومی کمیٹی نے اس سے پہلے کام کیا ہے اور جناب والا ! آپ نے خود Chair کیا ہے اس کمیٹی کو ' جس نے میرے علم کی حد تک بڑی مثبت تجاویز دی تھیں اور بدقسمتی سے self reliance committee کی طرح آپ کی کمیٹی کی رپورٹ بھی سرد خانے میں پڑی ہوئی تھی ۔ مجھے خوشی ہے کہ اس کو شاید بحال کیا گیا ہے لیکن کام محض اعلانات اور خوشنا الفاظ سے نہیں ' اس میں تو آپ کو concretely چلنا پڑے گا ۔

اسی طرح جناب والا ! آپ نے فارن مشنز کے بارے میں کہا تھا کہ ہم کم کر رہے ہیں ۔ ضرور rationalize کیجئے میں اس کے حق میں ہوں لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی دیکھئے کہ wastage کہاں ہے وہ wastage ختم ہونا چاہئے لیکن ملک کے باہر پروجیکشن کے لئے جہاں جہاں آپ کی نمائندگی ضروری ہے وہاں آپ کی effective نمائندگی ہونی چاہئے یہ آپ کی سیکورٹی کی dimension ہے محض یہ لوگوں کو oblige کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ۔ تو اس لئے جناب

والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام جلد بازی سے کرنے کا نہیں ہے سلیقے سے کرنے کا ہے اور اس طرح کرنے کا ہے کہ اس سے بیروزگاری پیدا نہ ہو alternate means of absorptions موجود ہوں جس میں سے لوگوں کو لیا جائے آپ نے absorption plan نہیں بنایا اور اعلان کر دیا کہ ہم کارپوریشنز کو بند کر دیں گے ایک ایک کا کارپوریشن میں 5, 5 ہزار ' 20, 20 ہزار افراد ملازم ہیں آپ کیا کریں گے ؟ بجائے اس کے آپ اس کو بند کریں آپ کو سوچنا چاہئے کہ ہم کس طرح ایک conversion کا راستہ اختیار کریں اور کس طریقے سے لوگوں کو absorb کرنے کا راستہ اختیار کریں - یہ کام اس انداز میں ہو گا محض اس طریقے کے اعلانات سے نہیں ہو گا -

اسی طریقے سے میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں اصولاً اس بات کے خلاف تھا کہ پارلیمنٹ کے ممبرز کو کوئی کوٹہ دیا جائے اس لئے کہ میری نگاہ میں پارلیمنٹ کا کام قانون سازی ہے ' پالیسی سازی ہے ' سڑکیں بنانا اور نالیاں صاف کرنا نہیں ہے لیکن جب ماضی میں اس معاملے میں یہ روایت قائم ہو گئی اور ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں اور اپنے اپنے مقاصد کی خاطر اسے استعمال کیا بلاشبہ میں چاہوں گا کہ اس کو thoroughly review کیا جاوے اور یہ بات دیکھی جائے کہ پارلیمنٹ کے اراکین کا ایک مثبت رول ہو منصوبہ بنانے میں ' لیکن اس قسم کے کوٹے ان کو دینا صحیح نہیں ہے لیکن اگر آپ ایک پالیسی اختیار کئے ہوئے ہیں تو اس کے بعد اس کو یکمشت ختم کرنا مناسب جانتے ہیں بغیر ' یہ دیکھے بغیر کہ پائپ لائن میں کتنے projects ہیں آپ کے اس طرح arbitrarily بند کرنے سے کیا wastage ہو جائیں گے اور discriminate کرنا اپوزیشن اور گورنمنٹ کے ممبر کے درمیان یہ تمام چیزیں justify کی جائیں اور ان کا کوئی شعور اس پیکج میں نظر نہیں آتا - ایک جملہ ہمیں ملتا ہے کہ پبلک ٹیکس اور ان allocations کو ختم کر رہے ہیں - جناب والا ! یہ بھی میری نگاہ میں کوئی صحیح planned طریقے سے ہمارے سامنے نہیں لایا گیا ہے حالانکہ اگر اس بارے میں کوئی مثبت تصویر لائی جائے تو یہ ایوان اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہے -

جناب والا ! ایک بات میں یہ بھی دوبارہ آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ بڑے دھڑلے سے یہ بات کہی گئی ہے کہ ہم ایسی اصلاحات لا رہے ہیں جن کو کوئی نہیں بدل سکے گا اور اس کی دو دلیلیں دی گئی ہیں ایک یہ بات کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا ہوا رہے گا اور کل آنے والی کسی حکومت کے لئے یہ بات ممکن نہیں ہو گی کہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی ناراضگی لے کر ان اصلاحات کو بدلے -

جناب والا! میں اس کو چیلنج کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ملک ایک آزاد ملک ہے ہم ایک غیور

قوم ہیں باعزت قوم ہیں محض اس بناء پر کہ ورلڈ بنک ناراض ہوتا ہے یا خوش ہوتا ہے ہم اپنی معاشی پالیسیاں نہیں بنائیں گے ہم اپنی معاشی پالیسی اپنے نظریات پر بنائیں گے اپنے مقاصد اپنی ضرورتیں اپنے حالات کی روشنی میں اس پر اگر ورلڈ بنک خوش ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر خوش رہے ہم اپنے گھر خوش۔

دوسری بات یہ کی جا رہی ہے کہ آنے والی حکومتیں مجبور ہوں گی کہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں ان کو وہ لے کر چلیں میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں اس حکومت کے فیصلوں کی عمر اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی اس حکومت کی ہے اگر یہ کوئی آرڈیننس پاس کرتے ہیں تو اس آرڈیننس کو بھی جب تک نئی پارلیمنٹ قبول نہ کرے وہ lapse ہو جائے گا ۔ تو یہ کہنا کہ ہم نے جو تبدیلی کر دی ہے وہ ایسی structural تبدیلی ہے اب آسمان گر جائے یا زمین پھٹ جائے اسے کوئی نہیں بدل سکے گا یہ ایک خوش فہمی ہے اس طرح کا ٹیکنوکریٹ کو دھوکا دینا جنہیں اس ملک کے قانون کو اور اس ملک کے سیاسی نظام کو جاننا چاہیئے اور اوروں سے بہتر جاننا چاہئے انہیں زیب نہیں دیتا اس بناء پر میں سمجھتا ہوں یہ خوش فہمی پھیلائی جا رہی ہے یہ صحیح نہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس معاملوں پر بحث ہو میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اس ایوان میں آئندہ پارلیمنٹ میں ملک میں بحث ہو اور مجھے توقع تھی کہ پروفیشنل پرائم منسٹر وہ راستہ اختیار نہیں کرے گا جو arbitrary ڈکٹیٹر اختیار کرتے ہیں اسے زیب نہیں دیتا کہ محض اپنی مرضی یا زیادہ سے زیادہ اپنی کیبنٹ کی مرضی پر حالانکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں کیبنٹ کی مرضی شامل ہے یا نہیں لیکن devaluation کے فیصلے کے بارے میں تو میں جانتا ہوں کہ کیبنٹ کے مشورے کے بغیر وہ کیا گیا نیشنل ڈیبیٹ کے بغیر ملک کے مختلف مکاتب فکر کو غور کی دعوت دیئے بغیر ڈسکشن کے بغیر محض یہ بات کہ میاں نواز شریف اور بینظیر صاحبہ اور ان کے اکنامک ایڈوائزر وی اسے جعفری سے بات کر لی تھی یہ قوم کو اعتماد میں لینے کے مترادف نہیں ہے ۔ اس طرح نیشنل ڈسکشن کے بغیر policy making جو ہے اس کی مدت بڑی قلیل ہو گی یہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو گی۔

جناب والا ! اس موقع پر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ چیزیں ایسی بھی اس پیکج میں رکھی گئی ہیں جو میری نگاہ میں پیکج کا حصہ نہیں ہیں گو وقتاً یہ بات کہ defaulter سے قرض وصول کیا جائے یہ بہت ضروری چیز ہے خواہ وہ واپڈا کے defaulter ہوں ٹیلی فونز کے defaulters ہوں بنکوں کے defaulters ہوں مجھ اس سے بھی سو فیصدی اتفاق ہے کہ جن لوگوں نے قوم کے وسائل کو غلط استعمال کیا ہے خواہ انہوں نے رہائشی پلاٹ لے کر سستے داموں

پر لے کر بیچ کر اگر انہوں نے کوئی گھر بنایا ہے اور ان مقاصد کو پورا کیا ہے تو شاید کوئی justification ہو سکتی ہے اور جنہوں نے اپنی اکنامک پوزیشن کو بلند کرنے کے لئے استعمال کیا ہے جنہوں نے بنکوں سے لاکھوں کروڑوں اور اربوں کے قرضے لئے ہیں اور بروقت ادا نہیں کئے جنہوں نے قرضے معاف کروائے ہیں جنہوں نے بلاجواز reschedule کروائے ہیں ان سب پر گرفت ہونی چاہئے ان سب کو سزا ملنی چاہئے۔

جناب والا! اس پوری تقریر سے مجھے کہیں بھی کسی سزا کا ذکر نہیں ملا اگر فی الحقیقت آپ serious ہیں یہ لوگ تو قومی مجرم ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے آپ تو ان کے ناموں کو اخفا میں رکھ رہے ہیں شاید چپکے سے کہہ رہے ہیں کہ کچھ نام الیکشن کمیشن کو بتا دیں گے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے قوم کو اعتماد میں لیجئے ان کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کیجئے ان سے یہ پیسے وصول کیجئے اور جو نہیں دیتے ہیں ان کو قرار واقعی سزا دیجئے محض الیکشن کے لئے نااہل قرار دینا کافی نہیں ہے لیکن اس کے بارے میں میں سمجھتا ہوں اس کا تعلق آپ کے اس پیکج سے نہیں ہے یہ تو دراصل اس ملک میں ایک clear اور healthy گورنمنٹ کے لئے ضروری ہے۔

جناب والا! اسی طرح یہ بات کہ واپڈا جس کے unpaid bills اگر میری معلومات درست ہیں تو دس ارب روپے ہیں آپ اس روپے کو وصول کرنے کے لئے کوئی پروگرام نہیں بناتے ہیں لیکن consumer بیچارے کے کان مروڑتے ہیں اس سے پندرہ فیصد قیمت اور بڑھا دو اور یہ پہلی دفعہ نہیں ہے واپڈا نے ایک سال میں تین بار قیمتیں بڑھائی ہیں اور اس کے باوجود بھی جو lame دلیل دی جاتی ہے اس طرح اسے developmental resources مل جائیں گے وہ resources دستیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اور نہ حاصل ہوں گے کبھی بھی جب تک کہ آپ اس نظام کو درست نہیں کریں گے ' اس کی خامیوں کو درست نہیں کریں گے اور جہاں خرابی ہے وہاں آپ اصلاح نہیں کریں گے۔

میں نے جناب کا بڑا وقت لیا ' میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اپنے خیالات کے اظہار کا لیکن میں جناب والا! اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں یہ بات کہہ کر کہ اگر اس پیکج میں چند اچھے خیالات اور اچھے مشورے ہیں اور بلاشبہ ہیں تو اس کا اصل مقام national debate ہے ' پارلیمنٹ میں ڈیبیٹ ہے اور اس طرح ملک کے سامنے ایک اکنامک ایجنڈا لانا ہے تا کہ کل کی پارلیمنٹ اور کل کی حکومت صحیح راستے پر چل سکے۔ لیکن جہاں تک اس پیکج کا تعلق ہے اور خصوصیت سے اس کے اس مرکزی تصور کا ' جو عبارت ہے liberalization, users' cost, privatization کا بڑھانا ' subsidies کو ختم کرنا ' consequently ملک میں افراط

زر پیدا کرنا اور قیمتوں کو بڑھانا ۔ یہ IMF, World Bank, nationality frame work اس نے دوسرے ملکوں کو بھی تباہ کیا ہے اور یہ ہمارے ملک کو بھی تباہ کرے گا۔ معاشی اعتبار سے بھی اور میں کہتا ہوں سیاسی اعتبار سے بھی اور اس central forum پر میں تنقید بھی کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو جب تک کہ آزاد نہ کیا جائے IMF کی dictate کرتی ہوئی اس direct based strategy of growth سے ہم نہ معاشی طور پر آزاد ہو سکیں گے اور نہ حقیقی طور پر خود کفیل ہو سکیں گے ۔ کبھی بھی ہم self-reliant نہیں ہو سکتے ۔ PL-480 جو ابھی اس سال ہم نے اس کے تحت گندم import کی اور ہم مقروض رہے ' رہن رہے امریکہ کے ہاں ایک مرتبہ ہم نے اس کو اٹھا کر پھینکا اور ہم نے کہا کہ نہیں ' ہم self-sufficient ہوں گے گندم کے اندر تو ہم self-sufficient ہو گئے ۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں جناب والا ! کہ اس پورے پیکج کے اندر عوام کے حقیقی مسائل کے فہم کی کمی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ airconditioned کمروں میں بیٹھ کر جن لوگوں کو اللہ نے وافر وسائل دیئے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ اصلاحات کر دیں اور ٹھیک ہے جو لوگ بہت چیخیں چلائیں گے ان کے لئے سو روپے کی رشوت موجود ہے شاید وہ اس سے خاموش ہو جائیں ۔ یہ جو بخشش ہے سو روپے کی اس سے مسائل حل نہیں ہوں گے آپ نے عوام کے حقیقی مسائل ' ان کے اصل reaction ان کے دکھ درد' ان کی ضرورتوں کا خیال نہیں کیا اور اس کے مقابلے میں آپ کے سامنے صرف ایک بات رہی ہے اور وہ یہ کہ کس طرح IMF اور World Bank کے ناخداؤں کو خوش کریں۔ یہ راستہ معاشی غلامی کا راستہ ہے اور مجھے ڈر ہے کہ یہ راستہ سیاسی غلامی کا بھی راستہ ہے ۔ آج تو آپ سے وہ صرف یہ شرائط منوا رہے ہیں کل وہ آپ سے جو دوسری چیزیں منوانا چاہتے ہیں جس میں اس ملک کی de-Islamization' جس میں اس ملک کا de-militarization' جس میں اس علاقے میں ہندوستان کی hegemony کو منظور کرانا ہے ' جس میں کشمیر کے معاملے میں آپ کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا ہے کہ آپ اپنے ان بھائیوں کی جو آپ کی جگہ لڑ رہے ہیں تائید بھی نہیں کر سکتے ۔ nuclear deterrance جیسی چیز pressure کے تحت آپ سے چھڑوائی جائے گی اور آپ مجبوری کا نام لیتے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے لیکن میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ یہ قوم اس راستے کو کبھی قبول نہیں کرے گی ۔ وہ ہر قربانی دینے کو تیار ہے ۔ بلاشبہ ایک نئی معیشت کی ضرورت ہے ۔ بلاشبہ نئی policies کی ضرورت ہے لیکن وہ policies بنانے والے ہم ہونے چاہئیں۔ ان کا ہدف اس ملک میں ایک انصاف کا نظام ' ایک healthy نظام جو اسلام اور لوگوں کی حقیقی ضرورت کے مطابق ہو یہ اصل چیز ہے امریکہ کا satellite بن کر کے ہم کوئی ترقی نہیں حاصل کر سکتے ہیں ۔ پھر یہ معاشی غلامی

سیاسی غلامی کی طرف لے جانے والی چیز ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کا بروقت احتساب کیا جائے ، اسے روکا جائے اور ہم ہر وہ طریقہ اختیار کریں گے جو اخلاقی ، جمہوری اور قانونی طریقے پر ہے ۔ ہم ان طرف بڑھنے والوں کا ہاتھ روکیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ یہ ملک اپنی اصل منزل ، اصل مقصد ، اس کے جمہوری ادارے ، اس کے constitutional process اور اس کے عوام اور ان کی ضروریات ، اس سے کوئی انحراف نہ ہونے پائے۔ میں نے جو بات کہی ہے وہ نصیحت کے جذبے سے کہی ہے ۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر ان باتوں میں صداقت ہے تو وہ ہماری Caretaker Government کے دلوں کو بھی کھول دے اور میں ہمیشہ تیار ہوں گفتگو کے لئے بحث کے لئے دلیل کے لئے اور میں چاہتا ہوں کہ دلیل کا جواب دلیل سے ملے۔ ایسا نہ ہو کہ امریکہ کی خوشنودی کس بات سے حاصل ہوتی ہے ۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر شکریہ پروفیسر صاحب۔ کیا معزز ممبران چاہیں گے کہ ایک آدھ تقریر اور ہو جائے یا پرسوں پر رکھا جائے ؟ عبداللہ شاہ صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں ۔

سید عبداللہ شاہ میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہاؤس اور آپ اجازت دیں تو میں اس پر کوئی دس منٹ بات کرنا چاہتا ہوں ۔ میں پرسوں available نہیں ہوں گا۔

جناب پریزائڈنگ آفیسر میرا خیال ہے کہ وہ پرسوں کے لئے چاہتے ہیں ۔ اس لئے ،

The House is adjourned to meet on 24th August at 10.00 O'Clock.

(اجلاس کی کارروائی مورخہ 24 اگست 1993، منگل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

PCPPI—4386(97) Senate—4-11-97—180.